

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا، دلائل اور شبہات کا ازالہ

انوار الحجة فی وضع الیدین تحت السرة

مشہور اہل حدیث عالم
شیخ کفایت اللہ سنابلی کی کتاب

انوار البدر فی وضع الیدین علی الصدر

کا ایک سرسری جائزہ

از

عبدالرشید قاسمی سدھارتھ نگری

بشرط اطلاع ہر ایک کو طاعت کی اجازت ہے

تفصیلات

نام کتاب : انوار الحجة فی وضع الیدین تحت السرة
نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا، دلائل اور شبہات کا ازالہ
تالیف : عبدالرشید قاسمی سدھارتھ نگری
نظر ثانی: مفتی محمد جمیل الامام فاؤنڈیشن

عرض مؤلف

تقاریظ

☆ باب اول: سینے پر ہاتھ باندھنے کے دلائل

☆ فصل اول: مرفوع احادیث

☆ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری)

☆ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (سنن نسائی و سنن ابوداؤد وغیرہ)

☆ حدیث طاؤس رحمہ اللہ

☆ حدیث ہلب الطائی رضی اللہ عنہ

☆ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (صحیح ابن خزیمہ وغیرہ)

☆ تفسیر نبوی ﷺ ﴿فصل لربک وانحر﴾

☆ فصل دوم: آثار صحابہ

☆ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر ﴿فصل لربک وانحر﴾

☆ حدیث علی رضی اللہ عنہ تفسیر ﴿فصل لربک وانحر﴾

☆ حدیث علی رضی اللہ عنہ (فوق السرة)

☆ حدیث عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ

☆ باب دوم: احناف کے دلائل

☆ فصل دوم: آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

☆ حدیث علی رضی اللہ عنہ (من السرة)

☆ حدیث انس رضی اللہ عنہ (من اخلاق النبوة)

☆ مصنف ابن ابی شیبہ میں تحریف

☆ باب سوم: اقوال اہل علم

☆ تابعین کے اقوال

☆ ائمہ اربعہ کے اقوال

☆ سینے پر ہاتھ باندھنے کا قول کسی سے مروی ہے یا نہیں؟

☆ باب چہارم عقلی دلائل

فہرست مفصل

☆ پیش لفظ

آوار البدر کا زیر تبصرہ نسخہ

سنابلی صاحب کے بارے میں علماء اہل حدیث کی رائے

آوار البدر کے بارے میں علماء اہل حدیث کی رائے

چند ضروری باتیں

☆ آوار البدر کے عرض مؤلف پر ایک نظر

جھوٹا دعویٰ

دوسرا دعویٰ

تیسرا دعویٰ

آپسی معرکہ آرائی

چوتھا دعویٰ

☆ آوار البدر کے مقدمہ پر ایک نظر

امام اسحاق بن راہویہ کا مسلک

☆ تقریظ پر ایک نظر

مناظر جماعت کی تحقیق

ایک اور جھوٹ

☆ باب اول: سینے پر ہاتھ باندھنے کے دلائل

☆ فصل اول: مرفوع احادیث

☆ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری)

حدیث سہل بن سعد کا جواب

سنابلی صاحب کی حدیث فہمی

☆ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (سنن نسائی و سنن ابوداؤد وغیرہ)

حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا جواب

☆ حدیث طاؤس رحمہ اللہ

حدیث طاؤس رحمہ اللہ کا جواب

دو چہرہ کی تضاد بیانی

☆ حدیث ہلب الطائی رضی اللہ عنہ

حدیث ہلب الطائی رضی اللہ عنہ کا جواب

سنابلی صاحب کی عبارت فہمی

☆ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (صحیح ابن خزیمہ وغیرہ)

حدیث وائل بن حجر کا جواب

مؤمل بن اسمعیل ضعیف ہے

اثبات باطل و ابطال حق

سنابلی صاحب کا خود ساختہ اصول

سنابلی صاحب کی منطق

سنابلی صاحب کا بہتان

سنابلی صاحب کی بدخواہی

☆ مقالہ: اثبات الدلیل علی توثیق مؤمل بن اسمعیل

مقالہ: اثبات الدلیل علی توثیق مؤمل بن اسمعیل پر سرسری نظر

مؤمل بن اسمعیل منکر الحدیث ہے

مؤمل بن اسمعیل کے منکر الحدیث نہ ہونے کی پہلی دلیل اور جواب

مؤمل بن اسمعیل کے منکر الحدیث نہ ہونے کی دوسری دلیل اور جواب

مؤمل بن اسمعیل کے منکر الحدیث نہ ہونے کی تیسری دلیل اور جواب

مؤمل بن اسمعیل کے منکر الحدیث نہ ہونے کی چوتھی دلیل اور جواب

مؤمل بن اسمعیل کے منکر الحدیث نہ ہونے کی پانچویں دلیل اور جواب

مؤمل بن اسمعیل کے بارے میں جاریین کے اقوال مع تبصرہ

مؤمل بن اسمعیل کے بارے میں مؤمنین کے اقوال مع تبصرہ

ائمہ کرام پر بہتان

☆ تفسیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ﴿فصل لربک وانحر﴾

تفسیر نبوی ﷺ ﴿فصل لربک وانحر﴾ کا جواب

☆ فصل دوم: آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

مذکورہ عنوان پر تبصرہ

☆ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر ﴿فصل لربک وانحر﴾

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر ﴿فصل لربک وانحر﴾ کا جواب

☆ حدیث علی رضی اللہ عنہ تفسیر ﴿فصل لربک وانحر﴾

حدیث علی رضی اللہ عنہ تفسیر ﴿فصل لربک وانحر﴾ کا جواب

☆ حدیث علی رضی اللہ عنہ (فوق السرة...)

حدیث علی رضی اللہ عنہ (فوق السرة...) کا جواب

سنابلی صاحب کی تضاد بیانی

☆ حدیث عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ

حدیث عبد اللہ بن جابر کا جواب

ایک اور تضاد بیانی

☆ باب دوم: احناف کے دلائل

☆ فصل دوم: آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

☆ حدیث علی (من السنة)

ایک اور جھوٹا دعویٰ

امام نووی کی اندھی تقلید

☆ حدیث انس رضی اللہ عنہ (من اخلاق النبوة...)

حضرت انس بن مالک کی روایت پر اعتراض اور جواب

☆ مصنف ابن ابی شیبہ میں تحریف

تحریف کی پہلی دلیل اور اس کا جواب

تحریف کی دوسری دلیل اور اس کا جواب

تحریف کی تیسری دلیل اور اس کا جواب

تحریف کی چوتھی دلیل اور اس کا جواب

تحریف کی پانچویں دلیل اور اس کا جواب

☆ باب سوم: اقوال اہل علم

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے عداوت

☆ تابعین کے اقوال

☆ تابعی ابو مجلز رحمہ اللہ کا قول

حضرت ابو جابر رحمہ اللہ کے قول پر اعتراض اور جواب

☆ تابعی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے قول پر اعتراض اور جواب

سنابلی صاحب کی خود غرضی

☆ ائمہ اربعہ کے اقوال

ائمہ ثلاثہ کی طرف غلط اور جھوٹی نسبت

صحابہ کرام کی طرف غلط نسبت

☆ باب چہارم: عقلی دلیل

احناف کی عقلی دلیل پر اعتراض اور جواب

سنابلی صاحب کی دھاندلی

☆ سنابلی صاحب کی کذب بیانیوں اور فریب کاریوں کا خلاصہ

☆ حرف آخر

☆ ایک مختصر مشورہ

☆ ماخذ و مراجع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين اما بعد!

قارئین کرام! حافظ محمود عبدالباری صاحب کا دیا ہوا ”انوار البدر فی وضع الیدین علی الصدر“ کا جو نسخہ اس وقت راقم کے سامنے ہے، وہ ۳۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مؤلف شیخ ابوالقوزان کفایت اللہ صاحب سنبلی ہیں، مقدمہ نگار مشہور اہل حدیث عالم شیخ ارشاد الحق صاحب اثری ہیں، کمپیوٹرنگ کا کام شیخ احمد محمد عدیل صاحب محمدی نے کیا ہے، پروف ریڈنگ محمد ہاشم عبدالجبار صاحب الجامعی نے کی ہے، اور اسلامک انفارمیشن سینٹر، کربلا، ممبئی سے ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی ہے۔ پوری کتاب عرض ناشر، عرض مؤلف، مقدمہ، تقاریظ اور چار ابواب پر مشتمل ہے۔

(۱) عرض ناشر ص ۷۱ سے ص ۱۹ تک تقریباً تین صفحات پر مشتمل ہے، جس کے راسخ سرفراز صاحب فیضی ہیں۔

(۲) عرض مؤلف ص ۲۰ سے ص ۲۹ تک دس صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳) مقدمہ ص ۳۰ سے ص ۳۳ تک چار صفحات پر مشتمل ہے۔

(۴) تقاریظ ص ۳۴ سے ص ۵۲ تک کل اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے، جن میں مفکر جماعت، سلطان القلم، فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز مدنی (علی گڑھ)۔ مناظر جماعت، فضیلۃ الشیخ رضا اللہ عبدالکریم مدنی ناظم تعلیمات جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی۔ فضیلۃ الشیخ محفوظ الرحمن فیضی استاذ حدیث جامعہ محمدیہ کھید پورہ، ممبئی۔ فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی امیر صوبائی جمیعۃ اہل حدیث، ممبئی۔ ابوالمیزان ایڈیٹر دولسانی ماہنامہ ”دی فری لانسر“، ممبئی، اور ابو یزید ضحیم حفظہم اللہ کی تحریروں شامل ہیں۔

(۵) اصل کتاب کا باب اول (جس میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے دلائل مذکور ہیں) ص ۵۳ سے ص ۲۵۸ تک کل ۲۰۵ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں دو فصلیں ہیں، فصل اول میں مرفوع روایت اور فصل ثانی میں آثار صحابہ کا ذکر ہے۔

(۶) باب دوم (جس میں احناف کے دلائل کا ذکر ہے) ص ۲۵۹ سے ص ۳۶۸ تک کل ۱۱۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں بھی دو فصلیں ہیں، فصل اول میں مرفوع روایت اور فصل دوم میں آثار صحابہ کا ذکر ہے۔

(۷) باب سوم (جس میں اہل علم کے اقوال ذکر کئے گئے ہیں) ص ۳۶۹ سے ص ۳۸۰ تک کل ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں تابعین اور ائمہ اربعہ کے اقوال ذکر کئے گئے ہیں۔

(۸) باب چہارم ص ۳۸۱ سے ص ۳۸۶ تک کل ۶ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں عقلی دلائل کا ذکر ہے۔

سنبلی صاحب کے بارے میں علماء اہل حدیث کی رائے

(۱) سنبلی صاحب کے بارے میں مفکر جماعت سلطان القلم فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز صاحب مدنی لکھتے ہیں:

”عزیز محترم کی راہ تحقیق اور تثبت کی راہ ہے“۔ (انوار البدر ص ۳۶)

”تحقیق اور تثبت کا وہ طریقہ محدثین جس کو سنبلی صاحب نے اختیار کیا ہے، وہ جماعت کی بہت بڑی ضرورت ہے“۔ (انوار البدر ص ۳۷)

”دینی، حدیثی تحقیقات کی جو راہ سنبلی صاحب نے اپنائی ہے اس کا تعلق حقیقی اور اصلی تحقیق سے ہے“۔ (انوار البدر ص ۳۷)

”اپنی ذاتی محنت اور ماحصل کو پوری علمی ودیانت داری کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں“۔ (انوار البدر ص ۳۸)

(۲) مناظر جماعت شیخ رضا اللہ عبدالکریم صاحب مدنی لکھتے ہیں: محدثین کرام کے علوم و معارف سے استفادہ کا سلیقہ ہر ایک کو نہیں آتا، لیکن کہنا پڑتا ہے کہ ابوالقوزان کفایت اللہ سنبلی کو یہ سلیقہ آتا ہے۔

(۳) شیخ عبدالسلام صاحب سلفی لکھتے ہیں: ممبئی کے متعدد فاضل و جوان علمی دنیا میں اپنی ایک خاص پہچان سے شہرت کی طرف گامزن شیخ کفایت اللہ سنبلی۔

(۴) ابو یوسفؒ لکھتے ہیں: کتاب کا حجم اور اس کے مباحث، اور حوالوں اور مراجع کی تفصیل، نسخوں اور طبعات کا جائزہ، تمام چیزیں مؤلف کے جذباتِ ثباتِ حق، وابطالِ باطل، اور محنتِ شاقہ کی دلیل و شاہد ہیں۔

انوار البدر کے بارے میں علمائے اہل حدیث کی رائے

(۱) زیر تبصرہ کتاب ”انوار البدر“ کے بارے میں رضاء اللہ عبد الکریم صاحب مدنی لکھتے ہیں: الحمد للہ اس (سینہ پر ہاتھ باندھنے کے) مسئلہ پر آج کی تاریخ تک سب سے طویل، وقیع، ضخیم اور بے مثال کتاب عزیز مولانا ابوالفوز ان کفایت اللہ سنابلی..... نے تالیف فرمائی ہے۔

تین سطر بعد لکھتے ہیں: اہل حدیث کے دلائل پر آج تک تمام وہ اعتراضات جو مقلدین کے اکابر و اصاغر و قفا فوقا کرتے رہتے ہیں ان کو پوری بصیرت کے ساتھ علمی شان و تجیدگی کے ساتھ ناصرف رد کر دیا ہے؛ بلکہ.....

آگے ص ۴۱ پر لکھتے ہیں: مسئلہ کی تفہیم میں کوئی غلاء نہیں چھوڑا گیا ہے، ہر قسم کی علمی تشکیکی کو معتبر علمی حوالوں سے مزین فرما کر رد کر دیا گیا ہے، لہجہ کی پسندیدگی، دلائل کی فراوانی اور استدلال کی چنگنی قاری کو ضرور متاثر کرے گی۔

(۲) ابو یوسفؒ لکھتے ہیں: شیخ ابوالفوز ان کفایت اللہ سنابلی نے مزاج اہل حدیث کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اہم مسئلہ پر بڑی متانت اور علمی اصولوں کی مکمل رعایت کرتے ہوئے اہل حدیث کے موقف کو نہایت ہی عمدہ اور تفصیلی انداز میں ثابت کیا ہے۔ (ص ۴۸)

اس کے علاوہ شیخ عبدالمعید مدنی، شیخ محفوظ الرحمن فیضی، شیخ عبدالسلام سلفی اور ابوالخیر ان کے بقول بھی یہ علمی و تحقیقی کتاب ہے۔ (ص ۳۶-۳۷-۳۸-۳۹)

چند باتیں

قارئین کرام: اصل تبصرہ سے پہلے مندرجہ ذیل چند باتیں بھی ذہن نشین رکھیں، تاکہ فہم کتاب میں کوئی دشواری یا غلط فہمی نہ ہو۔

(۱) احناف کے یہاں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا صرف افضل ہے، فرض یا واجب نہیں، یعنی اگر کوئی شخص ناف سے اوپر یا سینہ پر ہاتھ باندھے یا باندھنے ہی نا، بہر صورت اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

(۲) راقم کا مزاج افضل و مفضول پر قلمی معرکہ آرائی کر کے امت کو تشویش میں مبتلا کرنا اور امت کے ایک طبقہ پر تھلیل و تفسیق کا فتویٰ لگانے کا نہیں ہے۔ مگر چونکہ سنابلی صاحب کی پیش نظر کتاب سے قارئین کے ذہنوں میں بہت سارے شکوک و شبہات پیدا ہو رہے تھے اس لئے مجبوراً ان کے ازالہ کے لئے قلم اٹھانا پڑا۔

(۳) یہ کتاب چونکہ سنابلی صاحب کی کتاب ”انوار البدر فی وضع الیدین علی الصدر“ کے جواب میں لکھی گئی ہے، اس لئے عموماً پہلے سنابلی صاحب کی عبارت انہیں کے دیئے گئے عناوین کے تحت درج کی گئی ہے، اس کے بعد جواب کے عنوان سے اس پر مختصر تبصرہ کیا گیا ہے؛ البتہ کہیں کہیں بلا عنوان ہی تبصرہ کر دیا گیا ہے۔

(۴) اس سرسری جائزہ میں سنابلی صاحب کی ہر بات اور ہر بحث کا محاسبہ اور جواب نہ تو مقصود ہے اور نہ ممکن؛ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ عدم الفرصہ کی وجہ سے راقم نے موصوف کی پوری کتاب کا مطالعہ بھی نہیں کیا ہے؛ البتہ جستہ جستہ مطالعہ کے دوران جہاں جہاں قابل گرفت باتیں نظر آئیں، انہیں میں سے ”جستہ نمونہ از خردارے“ کے طور پر چند باتوں کی نشان دہی کر دی گئی ہے، تاکہ دیگر کے چند دانوں سے پوری دیگ کی حالت کا اندازہ کیا جاسکے۔

(۵) اس ”جائزہ“ کی تسوید و ترتیب ۱۴۳۶ ہجری میں اس وقت عمل میں آئی جب راقم بحیثیت خادم ”مدرسہ تعلیم القرآن، چکالہ، اندھیری (ایسٹ) ممبئی میں مأمور تھا۔

(۶) بوقت تحریر حقی الامکان یہ کوشش رہی ہے کہ یہ ”جائزہ“ طویل نہ ہوتا کہ قارئین کے لئے دشواری نہ ہو، اس لئے بہت ساری جگہوں پر اصل عبارت کے بجائے صرف ارد و ترجمہ یا مفہوم لکھ دیا گیا ہے اور بعض جگہ صرف حوالہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

(۷) تقریباً تمام حوالے براہ راست بذریعہ laptop (لیپ ٹاپ) ”مکتبہ شاملہ“ کی کتابوں سے مأخوذ ہیں، البتہ کہیں کہیں سنابلی صاحب ہی کی کتاب سے حوالہ نقل کر دیا گیا ہے، پھر بھی بہت ممکن؛ بلکہ غالب ہے کہ اختلاف نسخ، کم علمی و بے بضاعتی یا سہو و نسیان کی بنا پر غلطی ہو گئی ہو، قارئین سے استدعا ہے کہ ہدف ملامت بنائے بغیر بغرض اصلاح مطلع فرمائیں۔

(۸) کسی حدیث یا عبارت پر تبصرہ کے وقت سنابلی صاحب یا پھر ان اکابر و محدثین کی عبارتیں پیش کی گئی ہیں، جو فریقین (احناف اور اہل حدیث یعنی غیر مقلدین دونوں) کے نزدیک قابل اعتبار؛ بلکہ مشہور اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے بقول اکثر ”اہل حدیث“ یعنی غیر مقلد تھے۔

(اہل حدیث ایک صفاتی نام)

(۹) اس کتاب میں جا بجا ”جماعت اہل حدیث“ کو ”غیر مقلدین“ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے، جس کا مطلب صرف اور صرف ”تقلید نہ کرنے والے“ ہے، اس سے کوئی الزام یا چوٹ دینا ہرگز مقصود نہیں، پھر بھی اگر ناگوار گذرے، تو راقم سنابلی صاحب سمیت ”اہل حدیث“ مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے تمام افراد سے معافی کا خواستگار ہے۔

(۱۰) اگر کسی کو اس جائزہ کے کسی مضمون، کسی حدیث پر تبصرہ یا کسی جواب پر کوئی اعتراض ہو، تو ارسال فرمائیں، ان شاء اللہ جواب دہی کی کوشش کی جائے گی۔
(۱۱) اس موقع پر راقم ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے جائزہ کو اس مرحلہ تک پہنچانے میں کسی طرح بھی تعاون کیا، خصوصاً حضرت مولانا عماد الدین صاحب قاسمی بستیوی اور حافظ محمود عبد الباری صاحبان کا جنہوں نے نظر ثانی فرمائی اور ”انوار الہدٰی“ کا نسخہ عنایت فرمایا۔

عبدالرشید قاسمی سدھارتھ نگری

(انوار البدر کے عرض مؤلف پر ایک نظر)

(جھوٹا دعویٰ)

سنابلی صاحب ”عرض مؤلف“ ص ۲۰ ر ۲ میں لکھتے ہیں کہ: صحیح احادیث اور صحیح آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہی کہ نماز میں حالت قیام میں سینہ پر ”ہی“ ہاتھ باندھا جائے۔

جواب:

یوں تو ہر ایک کیا کرتا ہے دعویٰ حق کا

چھاپچھو اپنی بتا تا نہیں کوئی کھٹا

زکوٰۃ جس وقت کوئی پہ کسا جائے گا

حال کل جائے گا سب اس کے کھرے کھوٹے کا

قارئین کرام! سنابلی صاحب کے اس دعویٰ میں کتنی صداقت و حقانیت ہے وہ تو اپنی جگہ پر آئے گا، سر دست اتنا بتاتا چلوں کہ سنابلی صاحب نے بزم خویش کل ۶/۱۱ احادیث اور ۴/۲ آثار پیش کئے ہیں۔ جن میں سے:

(۱) صفحہ ۵۴ پر بخاری کے حوالہ سے نقل کردہ حضرت بہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت اپنے موقف پر صریح نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں ”صدر“ بمعنی سینہ کا کوئی ذکر نہیں۔

(۲) صفحہ ۵۸ پر ابوداؤد و نسائی کے حوالہ سے نقل کردہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اپنے موقف پر صریح نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں بھی ”صدر“ بمعنی سینہ کا کوئی ذکر نہیں۔

(۳) صفحہ ۶۵ پر حضرت طاؤس کی روایت میں سلیمان بن موسیٰ کے متکلم فیہ ہونے کے ساتھ یہ روایت مرسل و منقطع السند بھی ہے، جو فریق مخالف کے یہاں قابل استدلال نہیں۔

(۴) صفحہ ۸۲ کی حضرت ہلب کی روایت میں سماک بن حرب اور قبصہ متکلم فیہ ہیں۔

(۵) صفحہ ۱۴۳ کی ابن خزیمہ کی حدیث مؤمل بن اسمعیل کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۶) صفحہ ۱۹۱ کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد کا نام اور حالت معلوم نہیں کہ وہ کون اور کیسے ہیں۔

(۷) صفحہ ۲۰۰ کی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں عمرو بن مالک النکری اور روح بن المسیب متکلم فیہ ہیں۔

(۸) صفحہ ۲۲۰ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے بارے میں علامہ حیات سندھی اور علامہ البانی ابن کثیر کے حوالہ سے ”لا یصح“ کہتے ہیں، یعنی حضرت علی کی یہ تفسیر صحیح نہیں۔

(۹) صفحہ ۲۴۴ و ۲۵۶ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ صریح بھی نہیں ہے، کیوں کہ ان میں بھی ”صدر“ بمعنی سینہ کا لفظ نہیں ہے۔

(۱۰) صفحہ ۲۵۶ کی حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی صریح نہیں، کیوں کہ ان میں بھی صدر بمعنی سینہ کا لفظ نہیں ہے۔

سنابلی صاحب! اگر آپ کے اس دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا ”ہی“ ثابت ہے، تو کیا آپ یہ بتانے کی زحمت کریں گے کہ بقول امام ترمذی بعض صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے ناف کے نیچے اور اوپر ہاتھ باندھ کر کیوں صحیح احادیث اور صحیح آثار کی مخالفت کی؟ جو چیز صحیح احادیث اور صحیح آثار صحابہ کے خلاف ہو اس کے مرتکب پر آپ کیا حکم لگائیں گے، مخالف قرآن و سنت، فاسق، بدعتی یا کچھ اور؟ صحابہ اور تابعین بھی اس جرم میں شریک ہوں گے یا نہیں؟ جو چیز صحیح صریح مرفوع مسند روایت سے ثابت ہی نہ ہو اس کو نماز جیسی اہم عبادت میں کوئی درجہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو کس دلیل سے؟ اور کون سا.. فرض، واجب، سنت، مندوب و مستحب یا جائز؟ اور اگر نہیں تو بعض صحابہ اور تابعین نے اس جرم کا ارتکاب کیوں کیا؟ اگر سینہ پر ہاتھ باندھنا ”ہی“ ثابت تھا تو صحابہ اور تابعین میں سے کیوں کسی کا عمل یہ نہیں رہا؟ سارے سوالوں کا جواب سوچ سمجھ کر دیجئے گا۔

تنبیہ: سنابلی صاحب نے سینہ پر ہاتھ باندھنے والی ساری روایات کے متکلم فیہ رواۃ کا تفصیلی جواب دیا ہے اور ان پر ہونے والی جروح کا مکمل دفاع کرنے کی کوشش کی ہے؛ لیکن اگر ان جوابات کا مقدمہ نگارش ارشاد الحق اثری کی اس عبارت سے موازنہ کیا جائے جسے راٹم نے اسی کتاب کے حوالہ سے آگے ”مقالہ اثبات الدلیل علی توثیق مؤمل بن اسمعیل“ کے تحت نقل کیا ہے تو شاید سنابلی صاحب کے سارے جوابات ”بیت عنکبوت“ سے بھی زیادہ بودے اور کمزور ثابت ہوں گے، اس لئے کہ

بلاشک و تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ائمہ جرح، سنابلی صاحب کیا؟ ان کے اکابر و اسلاف سے بھی کہیں زیادہ محتاط اور متدین تھے۔ دوسرے یہ کہ متکلم فیرواقہ کے اگر انہیں جوابات کو ناف کے نیچے باندھنے والی روایات کے رواقہ پر چسپاں کر دی جائے تو شاید ان ساری روایات کو بھی سنابلی صاحب صحیح ماننے پر مجبور ہو جائیں۔
تنبیہ: قدرے تفصیلی جواب اپنی جگہ پر آئے گا ان شاء اللہ۔

(دوسرا دعویٰ)

سنابلی صاحب ”عرض مؤلف“ ص ۲۰، سطر ۴۷ میں لکھتے ہیں: احناف کا مسلک یہ ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھا جائے، حالاں کہ ان کے اس موقف پر کوئی ایک بھی صریح مرفوع مسند روایت ذخیرہ حدیث میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔
جواب: سنابلی صاحب کا یہ دعویٰ بھی پہلے دعویٰ کی طرح جھوٹ، مسلک احناف سے عداوت و بدظنی؛ بل کہ ترک تقلید کا ثمرہ یعنی ”انکار حدیث“ کا نتیجہ ہے، اس لئے کہ ”مصنف ابن ابی شیبہ“ کی روایت ہے: حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن أبیہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرة۔ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے دیکھا۔
کیا یہ حدیث صحیح مرفوع مسند نہیں ہے؟ اور صحابی رسول حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نہیں بیان کر رہے ہیں؟ اگر ہاں تو کیوں؟ اور آپ نے اسے تحریف سمجھا ہے، اور اس کی وجہ سے احناف کو محرف حدیث، خائن، ہٹ دھرم، تارک واجب بل کہ اللہ و رسول ﷺ کے خصوصی دوا جی حکم کا منکر ٹھہرایا ہے (انوار المبدر ص ۳۱۱)، تو کس دلیل سے؟ کیا صرف اس لئے کہ: یہ روایت آپ کے مسلک کے خلاف ہے؟
اگر صرف اتنی بات کی وجہ سے تحریف ثابت ہو سکتی ہے، تو معاف کیجئے گا! آپ کے اکثر مسائل قرآن و حدیث کے خلاف ہی ہیں۔ (نمونہ کے لئے دیکھئے ”قرآن و حدیث اور مسلک اہل حدیث“، ”غیر مقلدین کا فرار، ایک دلچسپ داستان“ وغیرہ)
اور اگر وہ وجوہات ہیں جن کا آپ نے تذکرہ کیا، تو ملاحظہ کیجئے اسی کتاب کے آئندہ صفحات پر۔

(تیسرا دعویٰ)

سنابلی صاحب ”عرض مؤلف“ ص ۲۰، سطر ۶۷ میں لکھتے ہیں: (احناف کے موقف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں) بعض صحابہ کی طرف جو روایات منسوب ہیں وہ بھی سخت ضعیف اور مردود ہیں۔
جواب: حالاں کہ سنابلی صاحب کا یہ دعویٰ بھی پہلے دعویٰ کی طرح جھوٹ، تعصب اور مسلک احناف سے عداوت و بدظنی پر مبنی ہے؛ اس لئے کہ ”ابوداؤد دار ۲۰۱/۱ حدیث نمبر ۵۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۴۳/۱ حدیث نمبر ۳۹۴، دارقطنی ۳۴۲/۲ حدیث نمبر ۱۱۰۲، سنن کبریٰ بیہقی ۲/۲۸۸ حدیث نمبر ۲۳۴، احکام القرآن ۱۸۵/۱ نمبر ۳۲۷ کی صحابی رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت: من السنة وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت السرة۔ والی روایت کو جس راوی (عبدالرحمن بن اسحاق) کی وجہ سے ضعیف اور مردود کہا جا رہا ہے، اسی راوی کی روایت کو امام فہن امام ترمذی، علامہ البانی، امام حاکم، امام بزار، حافظ دہر علامہ ابن حجر عسقلانی، ابن خزیمہ، علامہ ابن القیم، ابن قدامہ رحمہم اللہ نے معتبر اور قابل استدلال قرار دیا ہے۔
(سنن ترمذی بتحقیق الالبانی ۳/۸۰، نمبر ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳

جاتا ہے، بہت زیادہ غلطیاں کرتے ہیں، غلطی کرتے تھے، بعض چیزوں میں غلطی کرتے ہیں، منکر ہیں اور ثقہ سے منکر بیان کرتے ہیں، سچے اور زیادہ غلطیاں کرنے والے ہیں، جمہور نے تضعیف کی ہے، سچے اور برے حافظہ والے ہیں، جیسے [جرح کے الفاظ منقول ہونے کے باوجود، سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث ضعیف نہیں ہوئی (ص ۱۷۱)؛ لیکن ابن خزیمہ کے دل میں کچھ کھٹکا ہونے سے یہ حدیث مردود کیوں ہو گئی؟ آخر یہ دو بیانیہ کیوں؟ کیا اس لئے کہ وہ حدیث آپ کی مستدل ہے، اور یہ احناف کی؟ یا یہ اصول صرف آپ ہی کے لئے ہے؟۔

آپ نے ص ۲۷۵/سطر ۶/میں لکھا ہے کہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس راوی (عبد الرحمن بن اسحاق) کو ضعیف اور متروک کہا ہے۔ کیا آپ ضعیف، متروک، مردود اور موضوع حدیث کی تعریف کر سکتے ہیں؟ ضعیف اور مردود میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ علامہ ابن حجر عسقلانی ”القول المسد“ ۴۳۱/۲ میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟ سوچ سمجھ کر کچھ فرمائیے گا، اور ضرور فرمائیے گا۔

(آپسی معرکہ آرائی)

سنابلی صاحب اپنی صفائی پیش کرنے اور لوگوں کو یہ بتانے کے لئے کہ اس (ہاتھ سینہ پر باندھا جائے یا ناف کے نیچے؟) سلسلے میں اولایان بازی اور قلمی معرکہ آرائی خود مقلدین (احناف) کی آپس ہی میں ہوئی، چنانچہ ”عرض مؤلف“ ص ۲۰/سطر ۸ پر لکھتے ہیں کہ: ”یہ تلخ حقیقت ہے کہ اس (ہاتھ سینہ پر باندھا جائے یا ناف کے نیچے؟) موضوع پر کتابی سلسلہ پوری دنیا میں سب سے پہلے احناف ہی نے شروع کیا ہے وہ بھی آپس ہی میں ایک دوسرے کے خلاف ہے۔“ اس کے بعد اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سندھی، شیخ ہاشم سندھی اور علامہ محمد حیات سندھی کو (مقلدین) احناف میں شمار کیا ہے۔ جب کہ سنابلی صاحب ہی کے ہم مسلک و مشرب؛ بلکہ شیخ العرب والعجم علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی ان حضرات کو اہل حدیث (غیر مقلدین) میں شمار کرتے ہیں؛ چنانچہ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کے جواب میں لکھتے ہیں:

”شیخ ابوالحسن اور شیخ حیات تو یقیناً مقلد نہیں تھے جیسا کہ ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔ شیخ ابوالحسن کے خواشی پر بخاری مسلم، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ مسند احمد دیکھیں جہاں جا بجا مسائل اہل حدیث کو مانا اور ترجیح دی ہے اور مسائل حنفیہ کی پوری تردید کی ہے اور شیخ حیات کی تصنیفات فتح المغفور فی وضع الایدی علی الصدور، الاقیاف، شرح اربعین نووید دیکھیں۔ اسی طرح علامہ عابد سندھی کی کتاب المواہب اللطیفہ شرح مسند ابی حنیفہ بھی بتاتی ہے کہ محض مقلد نہیں تھا۔“ (تقدید سدید بر سر سالہ اجتہاد و تقلید ص ۳۹)

اسی طرح خود سنابلی صاحب کی اسی کتاب کے مقدمہ نگار شیخ ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں کہ: ان (علامہ حیات سندھی) کی تصنیفات ”الاقیاف علی سبب الاختلاف“ اور ”تحفۃ الامام فی العمل بحدیث النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام“ سے ان کے مسلک کی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ کس طرح تقلید سے متنفر اور اتباع سنت کے جذبہ سے مسرور و معطر تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ: شیخ کے معروف شاگرد مولانا محمد فاخر زائر الہ بادی نے استاذ کی تعریف میں جو نظم بھی اس سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ وہ مقلد نہ تھے۔ چنانچہ اس نظم کا ایک شعر یہ ہے:

رستہ از جس ربقہ تقلید بستہ بر اجتہاد راے مزید

یعنی شیخ محمد حیات تقلید کی رسی سے آزاد تھے اور اجتہاد کے قائل تھے۔

(پاک و ہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث ص ۱۹)

اسی طرح مشہور اہل حدیث عالم اور محدث حافظ زبیر علی زئی مرحوم (بقول محفوظ الرحمن فیضی: سنابلی صاحب جن کے بدل ہی نہیں نعم البدل ہیں) بھی علامہ موصوف کو اہل حدیث (غیر مقلدین) میں شمار کرتے ہیں۔ (اہل حدیث ایک صفائی نام)

یہاں اس سے بحث نہیں ہے کہ سندھ کے یہ علمائے کرام خصوصاً علامہ حیات سندھی مقلد تھے یا غیر مقلد؟ مقلد تھے تو کس کے؟ اور اہل حدیث علماء نے انہیں کیوں اہل حدیث اور غیر مقلد لکھا؟ اور اگر غیر مقلد تھے تو آپ کی طرح متعصب تھے یا معتدل؟ اور نہ ہی یہ بتانا ہے کہ آپ نے اپنے شیخ العرب والعجم، مقدمہ نگار اور محدث عصر سے اختلاف کر کے حق گوئی سے کام لیا ہے یا غلط بیانی اور جھوٹ سے۔ اور اگر غلط بیانی اور جھوٹ کا سہارا لیا تو کیوں؟۔ عرض صرف یہ کرنا ہے کہ جن حضرات کو آپ کے شیخ العرب والعجم، آپ کے مقدمہ نگار اور آپ کے محدث عصر غیر مقلد اور اہل حدیث کہتے ہیں وہی مقلد اور

حنفی کیسے ہو گئے؟ اور انہیں مقلد ثابت کر کے احناف پر باہمی بیان بازی اور قلمی معرکہ آرائی کا الزام کیوں دے رہے ہیں؟۔ یا جتنے غیر مقلد اتنی رائے؟

(چوتھا دعویٰ)

سنابلی صاحب کے بقول سینہ پر ہاتھ باندھنے کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خصوصی و واجبی حکم دے رکھا ہے۔ (عرض مؤلف ص ۲۱/۵-۸)۔
جواب: حالانکہ یہ بھی ایک جھوٹ ہے، اس لئے کہ پورے قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کا آپ مطالعہ کر لیں، کہیں بھی آپ کو کوئی آیت یا حدیث ایسی نہیں ملے گی، جس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خصوصی اور واجبی حکم موجود ہو۔ اور جہاں تک رہی سنابلی صاحب کی پیش کردہ آیت اور احادیث و آثار، تو ان میں سے کچھ صحیح ہیں لیکن سنابلی صاحب کے موقف پر صریح نہیں اور جو صریح ہیں وہ صحیح نہیں۔

سنابلی صاحب! خیر چلئے تھوڑی دیر کے لئے بالفرض آپ کے اس دعویٰ کو تسلیم ہی کر لیا جائے اور یہ مان لیا جائے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کا خصوصی و واجبی حکم دے رکھا ہے، تو آپ سے انہیں سارے سوالات کے جوابات کا ایک بھر مطالبہ ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سینہ پر ہاتھ باندھنے کا خصوصی و واجبی حکم دے رکھا ہے تو بقول امام ترمذی بعض صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے ناف کے نیچے اور اوپر ہاتھ باندھ کر کیوں فرمان الہی اور حکم رسول کی مخالفت کی؟ جو چیز اللہ و رسول ﷺ کے واجبی و خصوصی حکم کے خلاف ہو اس کے مرتکب پر آپ کیا حکم لگائیں گے، مخالف قرآن و سنت، فاسق، بدعتی یا کچھ اور؟ صحابہ اور تابعین بھی اس جرم میں شریک ہوں گے یا نہیں؟ مزید یہ کہ جو چیز اللہ و رسول کے واجبی و خصوصی حکم کے خلاف ہو اس کو نماز جیسی اہم عبادت میں کوئی درجہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو کس دلیل سے؟ اور کون سا... فرض، واجب، سنت، مندوب و مستحب یا جائز؟ اور اگر نہیں تو بعض صحابہ اور تابعین نے اس جرم کا ارتکاب کیوں کیا؟ سارے سوالوں کا جواب سوچ سمجھ کر دیجئے گا۔

(انوار البدر کے مقدمہ پر ایک نظر)

(امام اسحاق بن راہویہ کا مسلک)

کتاب کے مقدمہ نگار شیخ ارشاد الحق اثری کتاب کے ص ۳۰/۷ میں لکھتے ہیں کہ: بعض نے ناف سے اوپر اور بعض نے سینہ پر ہاتھ باندھنے کو ترجیح دی ہے۔ فقہاء کرام میں امام اسحاق بن راہویہ کا یہی موقف ہے چنانچہ امام اسحاق بن منصور الکوفی نے مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ ج ۲ ص ۵۹۱ سوال ۳۳۶۸ کے تحت ذکر کیا ہے کہ: ”یضع یدہ علی صدرہ او تحت الثديین“ کہ امام اسحاق اپنے ہاتھ پستان پر یا پستانوں سے نیچے رکھتے تھے۔
جواب: اثری صاحب! امام نووی، امام ابن المنذر، علامہ ابن قدامہ حنبلی، علامہ قرطبی، علامہ ابن عبدالبر، علامہ حیات سندھی، علامہ مٹس الحق عظیم آبادی، بل کہ خود امام اسحاق بن الکوفی کی عبارات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق بن راہویہ کا مسلک امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، اور امام نخعی کی طرح ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا رہا ہے۔ تو آپ کس حوالہ سے ان کا مسلک سینہ پر ہاتھ باندھنا نقل فرما رہے ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ:

☆ ”المجموع شرح المہذب“ میں ہے: قال ابو حنیفہ والثوری واسحاق يجعلهما تحت سرتہ وبہ قال ابو اسحق المروزی۔ یعنی امام ابوحنیفہ، سفیان بن سعید ثوری، اسحاق بن راہویہ اور ابو اسحاق المروزی کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔ (۳/۱۳ مسائل منشورۃ تتعلق بالرفع)

☆ ”شرح النووی علی مسلم“ میں ہے: قال ابو حنیفہ وسفیان الثوری واسحاق بن راہویہ وابو اسحاق المروزی من اصحابنا يجعلهما تحت سرتہ (۳/۱۴ باب وضع یدہ الیمنی.....)۔ یعنی امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ اور ہمارے اصحاب شوافع میں سے ابو اسحاق مروزی کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔

☆ ”الأوسط فی السنن والایجماع والاختلاف“ میں ہے: عن أبی ہریرۃ قال: ﴿من السنة أن يضع الرجل یدہ الیمنی علی الیسری تحت السرة فی الصلاة﴾ وبہ قال سفیان الثوری واسحاق، قال اسحاق تحت السرة أقوى فی الحديث وأقرب الی التوافق۔ یعنی اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا حدیث کے اعتبار سے زیادہ قوی اور توافق کے زیادہ قریب ہے۔ (ص ۹۴/۳ نمبر ۱۲۹۱ ذکر وضع بطن کف الیمنی علی طہر کف الیسری والرسم والساعد جمیعاً)

☆ ”المغنی لابن قدامہ“ میں ہے: فروی عن أحمد أنه يضعهما تحت سرتہ روى ذلك عن علی وأبی ہریرۃ وأبی مجلز والنخعی الثوری واسحاق۔ امام احمد سے مروی ہے کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے، یہی حضرت علی، ابو ہریرہ، ابو مجلز، امام نخعی، امام ثوری اور اسحاق بن راہویہ سے (بھی)

مروی ہے۔

(۱/۳۴۱ نمبر ۶۶۲)

☆ ”البيان في مذهب الامام الشافعي“ میں ہے: قال ابو اسحاق في ”الشرح“ اذا وضع يديه احدهما على الاخرى... جعلهما تحت سرتة. وهو مذهب أبي حنيفة واسحاق بن راهويه. ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ: جب اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھے... تو ان دونوں کو ناف کے نیچے رکھے اور یہی امام ابو حنیفہ اور اسحاق بن راہویہ کو مذہب ہے۔

(ص ۵۷۲ باب صفة الصلاة مسئلة موضع اليدين عقب التكبير)

☆ ”تفسير قرطبي“ میں ہے: قال سعيد بن جبیر واحمد بن حنبل فوق السرة وقال لا بأس ان كانت تحت السرة وقالت طائفة توضع تحت السرة وروی ذلك عن علي وأبي هريرة والنخعي وأبي مجلز وبه قال سفيان الثوري واسحاق يعني سعيد بن جبیر اور امام احمد ناف کے اوپر کے قائل ہیں، اور کہتے ہیں کہ اگر ناف کے نیچے رکھے تو بھی کوئی حرج نہیں، اور ایک جماعت کہتی ہے کہ ناف کے نیچے رکھا جائے، یہی حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، ابراہیم خثعمی اور ابو جہل سے مروی ہے، اور سفيان ثوري اور اسحاق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۲۴۱/۲۰)

☆ ”التمهيد لابن عبد البر“ میں ہے: قال الثوري وأبو حنيفة واسحاق أسفل السرة.... وهو قول أبي مجلز. امام سفيان ثوري، ابو حنيفة اور اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ: ناف کے نیچے ہاتھ باندھے..... اور یہی ابو جہل کا قول (بھی) ہے۔

(انتہیہ ۵۷۲۰۔ مقدمہ نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام زیر علی زئی ص ۶)

☆ ”فتح الغفور في وضع الأيدي على الصدور“ میں ہے: تحت السرة وهو مذهب الامام أبي حنيفة..... وبه سفيان الثوري، وابن راهويه وأبو اسحاق المروزي. یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے..... اور اسی کے قائل سفيان ثوري، اسحاق بن راہویہ اور ابو اسحاق المروزی ہیں۔ (۶۸/۱)

☆ ”عون المعبود وحاشية ابن القيم“ میں ہے: الحديث استدلل به من قال ان الوضع يكون تحت السرة وهو أبو حنيفة وسفيان الثوري واسحاق بن راهويه وأبو اسحاق المروزي من اصحاب الشافعي. (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ (ہاتھ) ناف کے نیچے رکھے، اور یہ ابو حنیفہ، سفيان ثوري، اسحاق بن راہویہ اور شوافع میں سے ابو اسحاق المروزی ہیں۔ (۳۲۲/۲)

☆ ”مسائل الامام احمد واسحاق بن راهويه“ میں ہے: قلت اذا وضع يمينه على شماله اين يضعهما قال فوق السرة وتحت كل هذا ليس بذاك قال اسحاق كما قال تحت السرة اقوى في الحديث واقرب الى التواضع. یعنی اسحاق بن راہویہ کے بقول ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا حدیث کے اعتبار سے زیادہ قوی اور تواضع کے زیادہ قریب ہے۔ (۵۵۱/۲ رقم ۲۱۳)

اثری صاحب! آپ کے ممدوح شیخ سنابلی صاحب تو کہتے ہیں کہ آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے، تو کیا یہ عبارتیں اور یہ کتابیں آپ کی نظر سے نہیں گذریں؟ یا سب کچھ جاننے، سننے، دیکھنے اور پڑھنے کے باوجود صرف بر بنائے تعصب و عناد البانی صاحب کی اندھی تقلید میں ایسا لکھ مارے؟ سنابلی صاحب! اثری صاحب تو بہت دور ہیں، لیکن آپ اور آپ کے تقریظ نگار مدنی، سلفی، مناظر جماعت، مفکر جماعت اور استاذ حدیث یہ سب تو قریب ہیں، کیا آپ اور آپ کی پوری یہ البانی اور شوکانی پارٹی اثری صاحب کی پیش کردہ عبارت کو مذکورہ حوالہ سے نہیں؛ بل کہ پوری کتاب میں کہیں سے بھی دکھا سکتی ہے؟ لیکن اصل بات تو وہی ہے کہ:

نہ خجرا ٹھے ہے نہ تلوار تم سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اور ہاں ص ۹/۲۸۵۱/ مسئلہ نمبر ۳۵۴ کی عبارت ”یضع يديه على ثدييه او تحت الثديين“ بھی بھول جائیے، اس لئے کہ اس کا تعلق زیر بحث مسئلہ سے نہیں؛ بل کہ قنوت وتر سے ہے، جیسا کہ آپ کے علامہ البانی نے ”ارواء الغلیل ۱/۲۷۱ نمبر ۳۵۴“ پر پوری عبارت نقل کی ہے: ”كان اسحاق يوتر بنا... ويرفع يديه في القنوت ويقنت قبل الركوع ويضع يديه على ثدييه او تحت الثديين، اور بقول محشی اس کا مطلب یہ ہے کہ اسحاق بن راہویہ قنوت کے لئے اپنے ہاتھوں کو چھاتیوں تک یا ان کے قریب تک لے جاتے تھے۔ نہ یہ کہ ان کو سینہ پر رکھتے تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا مسلک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا تھا، اور اثری صاحب کا ان کی طرف سینہ پر ہاتھ باندھنے کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔

(مناظر جماعت کی تحقیق)

صفحہ ۳۹ / پر مناظر جماعت فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عنہ عبد الکریم صاحب مدنی اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں کہ: مذاہب فقہیہ میں شوافع، حنابلہ اور موالک میں اہل تحقیق سینہ پرپی ہاتھ باندھنے پر عامل ہیں۔

جواب: عبد الکریم صاحب! آپ نے کتابوں کا مطالعہ کر کے یہ عبارت لکھی ہے، یا یوں ہی اثری اور سنابلی صاحبان کی اندھی تقلید میں؟ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ موالک میں سے غیر محققین کے علاوہ شوافع، حنابلہ اور موالک سینہ پر ہاتھ باندھنے پر عامل ہیں؟ اتنا بھاری بھر کم دعویٰ کرنے سے پہلے کم از کم ان مسا لک پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ کر لئے ہوتے! یا اب کسی کی اندھی تقلید میں لکھ دینے کا نام ہی تحقیق ہو گیا ہے؟

(ایک اور جھوٹ)

یہی مناظر صاحب اسی صفحہ پر کچھ سطر نیچے لکھتے ہیں کہ: صرف چند ضدی مقلدوں کے علاوہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا عمل کسی نہیں۔

جواب: مناظر صاحب! اگر دیگر مسا لک کی کتابیں عربی عبارات کی پے پیڈیگی یا کم فہمی کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتے تھے، تو کم از کم اپنے علامہ حیات سندھی کی کتاب ”فتح الغفور“ علامہ مبارکپوری کی ”تحفۃ الا حوذی“ اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی کی ”عون المعبود“ ہی کا مطالعہ کر لئے ہوتے! جن کی کتابوں پر آپ کے اس مسئلے کا مدار ہے، اور جس کے بل پر آج آپ کی جماعت کے ہر چھوٹے بڑے کی طرف سے احناف پر تحریف کا الزام و اتہام لگایا جا رہا ہے۔

خیر جو ہوا سو ہوا، اسے چھوڑئے، اب براے مہربانی اسی کتاب کا پورا بغور مطالعہ فرمائیں، اس کے بعد بتائیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا عمل صرف چند ضدی مقلدوں کا ہے؟ یا چند نفس پرست غیر مقلدین کے علاوہ پوری دنیا اسی پر عمل پیرا ہے؟ ہاں عورتیں مستثنیٰ ہیں، اس کا جواب اپنی جگہ پر۔
قارئین کرام! آپ ان مناظر صاحب کی علمی صلاحیت اور مسا لک کی نئی تحقیق سے حیران مت ہوئیے گا، اس لئے کہ یہ وہی مناظر جماعت صاحب ہیں جو کبھی کبھی جب اپنے مجتہد رنگ میں آتے ہیں تو ”سنابلی“ کو سالف کی جمع لکھ دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنے اس اجتہاد پر فخر بھی کرتے ہیں۔

باب اول: سینے پر ہاتھ باندھنے کے دلائل

فصل اول: مرفوع احادیث

حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

سنابلی صاحب ص ۵۴ / پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی پہلی دلیل نقل کرتے ہیں:

حدثنا عبد الله بن مسلمة، عن مالك عن أبي حازم، عن سهل بن سعد، قال كان الناس يؤمرون ان يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلاة.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں ہر شخص دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے ذرا ع پر رکھے۔ (بخاری)

۱۰۲ / ۱ بحوالہ انوار البدر ص ۵۴)

جواب: یہ روایت غیر صریح ہونے کی وجہ سے غیر مقلدین کے لئے قابل استدلال نہیں، اس لئے کہ اس روایت میں کہیں بھی ”صدر“ بمعنی سینہ کا لفظ نہیں ہے، جس کی بناء پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کا اثبات اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا انکار کیا جائے۔ اور لفظ ذراع سے استدلال کرنا ”اصول اہل حدیث (بائستثناء اجتہاد و قیاس، قرآن وحدیث)“ سے فراموشی کے ساتھ ساتھ حدیث رسول کے ساتھ چپکانہ مذاق بھی ہے۔

(سنابلی صاحب کی حدیث فہمی)

سنابلی صاحب ص ۵۴ / پر حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی مذکورہ غیر صریح روایت نقل کرنے کے بعد ص ۵۵ / پر ”کتب لغت“ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے ”ذراع“ (یعنی کہنی سے بیچ کی انگلی تک کے پورے حصے) پر رکھیں گے تو دونوں ہاتھ خود بخود دینے پر آجائیں گے، تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔

جواب: سنابلی صاحب! کب سے لغت کی کتابیں آپ کے دین و اسلام میں داخل ہو گئیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ قرآن حدیث اس مسئلہ میں آپ کا ساتھ نہیں دے رہا ہے، جس کی وجہ سے لغت کا سہارا لینا پڑا؟ کیا آپ اپنا اصول:

قرآن اور حدیث رسول

ہم اہل حدیث کے دو اصول

بھی بھول گئے؟ اچھا چھوڑے! یہ بتائیے کہ آپ نے اس کا تجربہ کیا ہے؟ یا یوں ہی کسی کی اندھی تقلید میں لکھ دیئے ہیں؟ یا اب حدیث فہمی بچوں کا کھیل بن گئی؟۔
 قارئین! اگر آپ اس کا تجربہ کریں تو شاید آپ کو بھی معلوم ہو جائے کہ سنابلی صاحب کی حدیث فہمی اور حدیث دانی کسی ایسی چھردانی سے کم نہیں جس میں ایک بھی چھرنہ گھس سکتے ہوں، اس لئے کہ ذرا عکبہ کی سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک کو کہتے ہیں، اور ہاتھ بڑا ہے ذرا عکبہ! لہذا اس صورت میں اگر دایاں ہاتھ پوری بائیں ذراع (کبھی کے قریب) پر رکھا جائے تو ہاتھ سینے کے اوپر نہیں جائے گا جیسا کہ سنابلی صاحب کی خام خیالی ہے۔ اور اگر دائیں ہاتھ کو بائیں ذراع (انگلیوں کے قریب یعنی پتیلی یا گٹھ یا اس کے کچھ آگے کلائی) پر رکھا جائے تو ہاتھ بائیں ناف کے نیچے آسکتا ہے۔

حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

(سنن نسائی وابوداؤد وغیرہ)

سنابلی صاحب ص ۵۸/ پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دوسری دلیل نقل کرتے ہیں:

أخبرنا سويد بن نصر قال أنا عبد الله بن المبارك عن زائدة قال نا عاصم بن كليب قال حدثني أبي ان وائل بن حجر أخبره قال: قلت لأظنون إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلي فنظرت إليه فقام فكبّر ورفع يديه حتى حادثا بأذنيه ثم وضع يده اليمنى على كفه اليسرى والرسغ الساعد.

یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے تکبیر تحریرہ کی اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھائے پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر اور بازو کے گٹے پر رکھا۔

(نسائی ۸۸۹، أبوداؤد رقم ۷۷۷، صحيح ابن حبان رقم ۱۸۶۰، انوار البدر ص ۵۸)

جواب: یہ روایت بھی غیر صریح ہونے کی وجہ سے غیر مقلدین کے لئے قابل استدلال نہیں، اس لئے کہ اس روایت میں بھی کہیں ”صدر“، بمعنی سینہ کا لفظ نہیں، جس کی بناء پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ثبات اور ناف کے نیچے باندھنے کا انکار کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں ”ورفع يديه حتى حادثا بأذنيه“ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے مقابل تک اٹھایا) کے الفاظ بھی ہیں، جس پر شاید خود سنابلی صاحب بھی عمل نہیں کرتے، اس لئے کہ وہ کندھے یا مونڈھے تک اٹھاتے ہیں۔
تنبیہ: قارئین کرام! حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طریقے سے تھا کہ گٹے اور بازو کے کچھ حصہ تک پہنچا ہوا تھا۔
 اور اس کی شکل یہ ہوگی کہ بائیں ہاتھ کی پشت اور گٹے پر دائیں ہاتھ کی پتیلی اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کے گٹے سے آگے کچھ بازو پر رکھی ہوئی ہوں۔ اس صورت میں ہاتھ ناف کے نیچے ہی جائیں گے، تجربہ کر کے دیکھ لیجئے، اور سنابلی صاحب کی حدیث دانی وحدیث فہمی پر داد دیجئے۔

حدیث طاؤس رحمہ اللہ

سنابلی صاحب ص ۶۵/ پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تیسری دلیل نقل کرتے ہیں:

حدثنا أبو توبة، حدثنا الهيثم يعني ابن حميد، عن ثور عن سليمان بن موسى، عن طاؤس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع يده اليمنى على يده اليسرى، ثم يشد بهما على صدره وهو في الصلاة.

حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھتے اور انہیں اپنے سینے کے اوپر باندھا کرتے تھے۔

(سنن أبی داؤد ۱۲/۷ بحوالہ انوار البدر ص ۶۵)

جواب: غیر مقلدین کے لئے اس روایت سے استدلال کرنا انصاف و دیانت کا خون کرنے کے مرادف ہے۔ اولاً: تاؤس نے کہ اس میں ایک راوی سلیمان بن موسیٰ ہے، جس کے بارے میں امام بخاری کہتے ہیں: ”عندہ منکیر“ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ امام نسائی کہتے ہیں: ”لیس بالقوی فی الحدیث“ وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں: ”قد روی أحادیث ینفرد بها لای رویها غیره“ وہ ایسی حدیثیں روایت کرتے ہیں جس میں دوسرے لوگ اس کی متابعت نہیں کرتے۔ امام ابو حاتم فرماتے ہیں: ”فی حدیثه بعض الاضطراب“ اس کی احادیث میں کچھ اضطراب ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: ”فی حدیثه بعض لین“ اس کی حدیثوں میں کچھ کمزوریاں ہیں۔ امام عقیلی کہتے ہیں: ”مطعون علیہ“ وہ مطعون ہے۔

(الضعفاء الصغیر ۱/۷ نمبر ۱۴۹، التاريخ الكبير ۳/۳۸ نمبر ۱۸۸۸، الضعفاء والمتروکین للنسائی ۱/۹۹ نمبر ۲۵۲، الضعفاء والمتروکین)

ثانیاً: یہ روایت مرسل ہے، اس لئے کہ طائوس صحابی رسول نہیں؛ بلکہ تابعی ہیں، اور جماعت اہل حدیث کے نزدیک مرسل روایت ضعیف اور ناقابل استدلال؛ بلکہ سنابلی صاحب کی اصطلاح میں مردود ہوتی ہے، چنانچہ علامہ عبد الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں: المرسل علی القول الراجح لیس بحجة. مرسل حدیث راجح قول کے مطابق قابل استدلال نہیں ہے۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں: المقطوع لا یقوم بہ الحجة. یعنی منقطع السند حدیث قابل استدلال نہیں۔ مشہور اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں کہ: ہمارے نزدیک مرسل روایات ضعیف ہوتی ہیں۔ بلکہ دوسرے پہلے خاص اسی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ہمارے نزدیک یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(تحفة الأحوذی ۲/۹۹ باب رفع الیدین عند الوکوع،

عون المعبود ۲/۳۲۵، نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۲۲)

سنابلی صاحب! رہ گیا آپ کا یہ عرض کرنا کہ احناف کے یہاں مرسل روایت جہت ہوتی ہے۔ (بحوالہ مذکورہ) تو یہ تو صحیح ہے؛ لیکن اس سے آپ کو کیا فائدہ؟ جب احناف کے یہاں جہت ہے، تو اسے احناف کے لئے ہی چھوڑ دیجئے، وہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ آپ تو کوئی صحیح صریح مرفوع مسند اور متصل روایت پیش کیجئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت طائوس رحمہ اللہ کی یہ روایت مرسل و متکلم فیہ ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث کے لئے قابل استدلال نہیں؛ خصوصاً جب کہ دوسری مرفوع حقیقی و حکمی اور موقوف احادیث کے خلاف ہو۔

(دو مجتہد کی تضاد بیانی)

سنابلی صاحب اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: یہ روایت مرسل بالکل صحیح ہے۔ (ص ۶۵)

لیکن سنابلی صاحب کے ہی ہم مسلک و مشرب اور مشہور اہل حدیث عالم بلکہ ذہبیؒ وقت حافظ زبیر علی زئی صاحب راوی حدیث البیہقہ کو حسن الحدیث کہتے ہیں۔ اب سنابلی صاحب اور ان کے معتقدین ہی بتائیں گے کہ حسن الحدیث راوی کی روایت صرف صحیح نہیں؛ بلکہ ”بالکل صحیح“ کیسے ہوگی؟۔

حدیث حلب الطائنی رضی اللہ عنہ

سنابلی صاحب ص ۸۲ پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی چوتھی دلیل نقل کرتے ہیں:

حدثنا یحییٰ بن سعید، عن سفیان، حدثنی سماک، عن قبیصة بن حلب، عن أبیه قال: رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ینصرف عن یمینہ وعن یسارہ، ورأینہ قال: یضع هذه علی صدرہ ووصف یحیی: الیمنی علی الیسری فوق المفصل.

حلب الطائنی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں اور بائیں ہر دو اطراف سے پھرتے تھے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہاتھ کو (دوسرے ہاتھ پر رکھ کر) اپنے سینے پر رکھتے تھے، یحییٰ بن سعید نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھ کر بتایا۔ (مسند احمد المیمنة ۲۶/۵ بحوالہ انوار البدر ص ۸۲)

جواب: یہ روایت متکلم فیہ ہونے کی وجہ سے ناقابل استدلال ہے، اس لئے کہ اس کی سند میں ایک راوی سماک بن حرب ہے، اس کے بارے میں امام نسائی کہتے ہیں: ”لیس بالقوی“ (وہ حدیث میں مضبوط نہیں ہے)۔ امام سفیان ثوری کہتے ہیں: ”ضعیف“ (ضعیف ہے)۔ امام احمد کہتے ہیں: ”مضطرب الحدیث“ (مضطرب الحدیث ہے)۔ امام علی بن مدینی کہتے ہیں: ”مضطرب“ (مضطرب ہے)۔ محمد بن عبد اللہ الموصلی کہتے ہیں: ”یغلط ویختلفون فی حدیثہ“ (غلطی کرتا ہے اور محدثین اس کی حدیثوں سے اختلاف کرتے ہیں)۔ امام صالح بن محمد کہتے ہیں: ”ضعیف“ (ضعیف کہا گیا ہے)۔ امام ابن حبان کہتے ہیں: ”یخطی کثیرا“ (بہت غلطیاں کرتا ہے)۔ اور امام دارقطنی کہتے ہیں: ”سعی الحفط“ (برے حافظ والا ہے)۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں: ”ضعفه شبیه“ (امام شبیر نے ضعیف قرار دیا ہے)۔ ابن عمار کہتے ہیں: کان ”یغلط“ وہ غلطی کرتا تھا۔ صالح کہتے ہیں: ”یضعف“ ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز کہتے ہیں: عند احمد مرفوعاً و موصولاً لکن الحدیث ضعیف. امام احمد نے مرفوع اور موصول نقل کیا ہے لیکن حدیث ضعیف ہے۔

(انوار البدر ص ۱۲۰ [إزالة الكرب عن توثيق سماک بن حرب]. تحفة الأحوذی ۲/۸۱ باب ماجاء فی وضع الیمین....، شرح زاد المستقنع للحمد ۲۹/۵)

دوسرے راوی قبیصہ بن حلب ہیں، جن کے بارے میں امام نسائی اور علی بن المدینی کہتے ہیں کہ: جہول ہے۔ محقق شعیب الارؤط اس حدیث کی سند کے

بارے میں فرماتے ہیں: هذا اسناد ضعيف لجهالة قبيصة بن هلب. قبيصة بن هلب کے مجہول ہونے کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے۔

(انوار البدر ص ۸۴، مسند احمد الرسالة بتحقيق شعيب الأرنؤوط ۳۶/ ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲)

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس کی سند کو بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں، اس لئے کہ بقول علامہ مبارکپوری کوئی ضروری نہیں کہ صحت سند صحت متن کو مستلزم ہو، اور یہاں صورت حال کچھ ایسی ہی لگ رہی ہے، اس لئے کہ حضرت ہلب کی یہی روایت ترمذی اور ابن ماجہ میں ”ابو الاحوص عن سماک عن قبيصة عن هلب“ کی سند سے، دارقطنی میں ”عبدالرحمن بن مہدی و وکیع عن سفیان عن سماک عن قبيصة عن هلب“ کی سند سے، ”اتمید لابن عبدالبر“ میں ”وکیع عن سفیان عن سماک عن قبيصة عن هلب“ کی سند سے، اور ”مسند احمد“ میں ”شریک عن سماک عن قبيصة بن هلب عن أبيه“ کی سند سے ہے؛ لیکن کسی میں بھی علی صدرہ (سینہ پر) کی زیادتی نہیں ہے۔

(ترمذی ۳۲۲، ابن ماجہ ۲۶۶، دارقطنی ۳۳۲، اتمید لابن عبدالبر ۴۲۰، مسند احمد ۳۶/ ۳۰۱)

تیسری بات یہ ہے کہ راوی حدیث حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ خود بھی ناف کے نیچے ہاتھ رکھتے تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ”علی صدرہ“ (سینہ پر) والی زیادتی ان تمام ثقہ راویوں کی روایت؛ بلکہ خود سفیان ثوری رحمہ اللہ کے مسلک خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ، غیر معتبر اور ناقابل استدلال ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت ہلب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت متکلم فیہ علی صدرہ (سینہ پر) کے مشکوک اور خود راوی حدیث سفیان ثوری رحمہ اللہ کے اس کے خلاف عمل کرنے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

(سنابلی صاحب کی عبارت فہمی)

سنابلی صاحب ص ۸۲ پر حضرت ہلب رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر آگے جن ائمہ کے حوالہ سے اس کی صحت کی دلیل پیش کی ہے، ان میں سے امام ترمذی، ابوالعیلیٰ ابن منصور الطوسی (المتوفی ۳۱۲)، امام ابو محمد البغوی براہ راست حدیث کی نہیں؛ بل کہ راوی حدیث قبیصہ بن ہلب کی صرف تحسین کی ہے، تصحیح نہیں۔ اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی اپنی کتاب ”نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۱۶-۲۵ اور ص ۳۸“ پر لکھتے ہیں کہ: قبیصہ حسن الحدیث ہیں۔ اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی حدیث کی صرف تحسین کی ہے، تصحیح نہیں؛ بل کہ خود سنابلی صاحب ہی آگے ص ۸۷ پر لکھتے ہیں: ”کہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ راوی (قبیصہ بن ہلب) حافظ ابن حجر کے نزدیک بھی کم از کم حسن الحدیث ہے۔“ اب سوال یہ ہے کہ کیا سنابلی صاحب کے یہاں صحیح اور حسن برابر ہے؟ اگر واقعی ایسا ہے تو اب ”کتب فقہ“ اور ان کے مصنفین کی طرح ”علوم الحدیث“ کی کتابوں اور ان کے مصنفین سے بھی اعتماد ختم کر لیجئے، اس لئے کہ محدثین نے ان کو الگ الگ شمار کیا ہے۔ اور اگر دونوں الگ الگ ہیں، تو حسن الحدیث راوی کی روایت صحیح کیسے ہوگی؟

حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

(صحیح ابن خزیمہ وغیرہ)

سنابلی صاحب ص ۱۴۳ پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی پانچویں دلیل نقل کرتے ہیں:

نا أبو موسى، نا مؤمل، نا سفیان، عن عاصم بن کلیب، عن أبيه عن وائل بن حجر قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره. یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر رکھا۔

(صحیح ابن خزیمہ ۱/ ۲۴۳، رقم ۴۷۹، سنن بیہقی ۲/ ۳۰، رقم ۶۶۲۱،

احکام القرآن للطحاوی ۱/ ۱۸۶، رقم ۳۲۸، بحوالہ انوار البدر ص ۱۴۳)

جواب: یہ حدیث چند وجوہ ناقابل استدلال ہے، اولاً: اس لئے کہ اس میں ایک راوی سفیان بن سعید الثوری ”مدلس“ ہیں اور ”عن“ کے ساتھ بیان کر رہے ہیں، اور اہل حدیث حضرات کے لئے ”مدلس“ کے ”مضعن“، خصوصاً اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں؛ اس لئے کہ مشہور اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: سفیان ثوری مدلس ہیں؛ لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ (نماز میں ہاتھ باندھنے کا مقام ص ۲۰-۳۷)

ثانیاً: اس لئے کہ اس میں ایک راوی عاصم بن کلیب ہے، جن کے بارے میں علامہ ذہبی فرماتے ہیں: کان من العباد لکنہ مرجی۔ مرجع تھے۔ ابن المدینی کہتے ہیں: لا یحتج بما انفرد بہ۔ جب یہ کسی روایت میں منفرد ہوں تو ان کی وہ روایت قابل استدلال نہیں ہوگی۔ شریک بن عبد اللہ نخعی کہتے ہیں: کان مرجیاً۔ مرجع تھے۔ (میزان الاعتدال ۳۵۶/۲ نمبر ۴۰۶۲، تہذیب التہذیب ۵/۵۶ نمبر ۸۹، الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۲/۷۰ نمبر ۱۷۶۰)۔ اور مشہور اہل حدیث محدث علامہ عبد الرحمن مبارکپوری انہی جروح کی بنا پر ترک رفع یدین کے مسئلہ میں ان کی روایت کو غیر صحیح کہہ چکے ہیں۔

(تحفة الأحوذی ۹۶/۲ باب رفع الیدین عند الوکوٰع)

دوسرا راوی مؤمل بن اسماعیل ہے، جو محدثین؛ بلکہ اکابرین اہل حدیث کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔ چنانچہ:

(۱) امام بیہقی فرماتے ہیں: مؤمل بن اسماعیل وضعفہ الجمہور۔ مؤمل بن اسماعیل کو..... جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: فیہ مؤمل بن اسماعیل وضعفہ جماعۃ۔ مؤمل بن اسماعیل کو..... ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔

تیسری جگہ لکھتے ہیں: مؤمل بن اسماعیل وضعفہ البخاری وغیرہ۔ مؤمل بن اسماعیل کو..... امام بخاری وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

چوتھی جگہ لکھتے ہیں: وضعفہ البخاری وغیرہ۔ مؤمل بن اسماعیل کو امام بخاری وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد نمبر ۸۰۲۸ و نمبر

۸۵۲۳، ۸۵/۵، ۸۹/۷، ۱۲۸/۷، ۱۱۴۳۳)

(۲) امام مروزی فرماتے ہیں: کان سیئ الحفظ کثیر الغلط۔ یہ بڑے حافظ والے تھے اور زیادہ غلطی کرتے تھے۔

(تعظیم قدر الصلاة ۴/۲ بحوالہ انوار البدر ص ۱۸۰)

(۳) امام نسائی فرماتے ہیں: کثیر الخطأ۔ زیادہ غلطی کرتے تھے۔ (سنن النسائی الکبریٰ ۲۶/۶ بحوالہ انوار البدر ۱۸۱)

(۴) علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: مؤمل فی حدیثہ عن الثوری ضعف۔ مؤمل بن اسماعیل سفیان ثوری سے روایت میں ضعیف ہے۔

(فتح الباری ۹/۲۳۹ نمبر ۵۱۷۲ بحوالہ نماز میں ہاتھ باندھنے کا مقام ص ۳۵)

(۵) علامہ البانی فرماتے ہیں: اسنادہ ضعیف لأن مؤملاً وهو ابن اسماعیل سیئ الحفظ۔ مؤمل بن اسماعیل بڑے حافظ والا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ

بتحقیق الألبانی ۱/۲۳۳/۲ رقم ۴۷۹)

(۶) علامہ مبارکپوری فرماتے ہیں: مؤمل بن اسماعیل وهو صدوق سیئ الحفظ۔ مؤمل بن اسماعیل سچا، بڑے حافظ والا ہے۔

(تحفة الأحوذی ۹/۱۰۸ رقم ۳۲۶۶)

(۷) امام یعقوب بن سفیان کہتے ہیں: قد یجب علی اهل العلم أن یقفوا عن حدیثہ، ویتحففوا من الروایة عنه، فانه منکر یروی المناکیر عن ثقات شیوخنا وهذا أشد۔ اہل علم پر واجب ہے کہ ان سے حدیث لینے میں محتاط رہیں اور ان سے بہت کم روایت کریں، کیونکہ یہ منکر ہیں اور ہمارے ثقہ مشائخ سے مناکیر بیان کرتے ہیں اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ (المعرفة والتاریخ للفسوی ۳/۵۲ بحوالہ انوار البدر ص ۱۷۲)

(۸) امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤمل بن اسماعیل ”منکر الحدیث“ ہے؛ چنانچہ

(۱) ”تہذیب الکمال ۸/۲۹ نمبر ۶۳۱۹“ میں ہے: قال البخاری منکر الحدیث۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤمل بن اسماعیل منکر الحدیث

ہے۔

(۲) ”تہذیب التہذیب ۱۰/۳۸۱ نمبر ۶۸۲“ میں ہے: قال البخاری منکر الحدیث۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤمل بن اسماعیل منکر الحدیث

ہے۔

(۳) ”میزان الاعتدال ۳/۲۲۸/۸۹۴۹“ میں ہے: قال البخاری منکر الحدیث۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤمل بن اسماعیل منکر الحدیث ہے۔

(۴) ”المغنی ۲/۶۸۹ نمبر ۶۵۳“ میں ہے: قال البخاری منکر الحدیث۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤمل بن اسماعیل منکر الحدیث ہے۔

(۵) ”من تکلّم فیہ وهو مؤثّق ت أمریر ۱/۸۳/۳۴“ میں ہے: قال البخاری منکر الحدیث۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤمل بن

اسماعیل منکر الحدیث ہے۔

(۶) ”خلاصہ تہذیب التہذیب الکمال ۱/۳۹۳“ میں ہے: قال البخاری منکر الحدیث۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤمل بن اسماعیل منکر الحدیث

ہے۔

- (۷) ”معانی الأخبار ۳/۹۹ نمبر ۲۴۱۹“ میں ہے: قال البخاری منکر الحديث. امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤول بن اسماعیل منکر الحديث ہے۔
 (۸) ”فیض القدیر ۵/۲۲۸“ میں ہے: قال البخاری منکر الحديث. امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤول بن اسماعیل منکر الحديث ہے۔
 (۹) ”التکمیل فی الجرح والتعديل ۱/۲۸۹“ میں ہے: قال البخاری منکر الحديث. امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤول بن اسماعیل منکر الحديث ہے۔

(۱۰) ”سلسلة الاحادیث الضعيفة ۲/۲۹۳ نمبر ۸۹۱، و ۱۲/۵۷ نمبر ۵۵۳۸“ میں ہے: قال البخاری منکر الحديث. امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤول بن اسماعیل منکر الحديث ہے۔

(۱۱) ”تحفة الاحوذی ابواب النکاح [باب النهی عن ضرب الخدام و شتمهم] ۶/۶۷“ میں ہے: قال البخاری منکر الحديث. امام بخاری فرماتے ہیں کہ: مؤول بن اسماعیل منکر الحديث ہے۔

(۱۲) ”مصباح الذجاجة فی زوائد ابن ماجه“ میں ہے: قيل منكر الحديث. کہا گیا ہے کہ مؤول بن اسماعیل منکر الحديث ہے۔

(۱۳) ”مجمع الزوائد ۷/۲۸ نمبر ۱۱۴۳۴، و ۵/۱۷۸ نمبر ۸۹۱“ میں ہے: ضعفه البخاری. امام بخاری نے ضعیف کہا ہے۔
 اور علامہ مزی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ذہبی، علامہ عینی، علامہ مناوی، صاحب التکمیل، علامہ البانی، علامہ مبارکپوری، اور علامہ پٹمی کے بلا انکار نقل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ راوی مجروح ہے۔

ثالثاً: یہ کہ راوی حدیث حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ خود بھی ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کے قائل ہیں، اگر واقعی یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح اور قابل استدلال ہوتی تو اس حدیث کے خلاف کبھی ناف کے نیچے ہاتھ نہ باندھتے۔

(اثبات باطل وابطال حق)

- ☆ اتنی ساری جروح کے باوجود سنبلی صاحب ص ۱۴۳ پر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: یہ حدیث بلا شک و شبہ صحیح ہے۔
- ☆ جب کہ خود ان کے علامہ البانی اسی حدیث کی سند کو اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ضعیف کہتے ہیں۔
- ☆ اہل حدیث عالم و مناظر مولانا عبدالمنان نور پوری فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث مؤول بن اسماعیل کی وجہ سے ضعیف معلوم ہوتی ہے۔
- ☆ علامہ مبارکپوری راوی حدیث مؤول بن اسماعیل کو صدوق سنی الحفظ کہتے ہیں۔
- ☆ حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں: یہ روایت سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔
- ☆ مزید لکھتے ہیں کہ: سفیان ثوری مدلس ہیں؛ لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

(مکالمات نور پوری [نماز میں ہاتھ اٹھانے اور باندھنے کی کیفیت] ۵۲۸، تحفة الاحوذی

۱۰۸/۹ رقم ۳۲۶۶، نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۲۰-۳۷)

سوال یہ ہے کہ کیا راوی حدیث کی تخریج و تضعیف سے روایت مجروح نہیں ہوتی؟ ضعیف اور سنی الحفظ؛ بلکہ منکر الحديث راوی سے حدیث مروی ہونے کے باوجود یہ حدیث صحت کے اعلیٰ معیار پر ہے اور بلا شک و شبہ صحیح ہے؛ لیکن عبدالرحمان بن اسحاق کے بارے میں ”حسن تکلم فیہ من قبل حفظہ“ سے روایت بالکل ضعیف؛ بل کہ مردود ہو جاتی ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ اور یہ دو پیمانے کیوں بنائے گئے؟ کیا علمی دیانت داری اور محدثین کا اصول یہی ہے؟ جس سے صرف آپ ہی کو استفادہ کا سلیقہ آتا ہے؟۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت راویان حدیث سفیان ثوری رحمہ اللہ کی تدلیس، عاصم بن کلیب کے متکلم فیہ اور مؤول بن اسماعیل کے مجروح؛ بلکہ منکر الحديث ہونے کی وجہ سے غیر مقلدین کے لئے قابل استدلال نہیں۔

(سنبلی صاحب کا خود ساختہ اصول)

سنبلی صاحب ص ۱۶۸ پر لکھتے ہیں کہ: جب سفیان ثوری رحمہ اللہ نے سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت بیان کی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر عمل کریں؟۔

جواب: سنابلی صاحب! اگر یہ بھی کوئی اصول ہے تو آپ ان محدثین کے بارے میں کیا فرمائیں گے جنہوں نے اپنے مسلک کے خلاف حدیثیں روایت کی اور اپنی کتابوں میں درج کی؟ زیادہ نہیں آپ صرف امام ترمذی کی ”سنن ترمذی“ ہی اٹھا کر دیکھ لیجئے، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ راوی اپنے مسلک کے خلاف روایت بیان کرتا ہے یا نہیں؟ یا آپ نے ان محدثین کو بھی اپنی طرح متعصب و غیر مقلد سمجھ لیا ہے؟۔

(سنابلی صاحب کی منطق)

سنابلی صاحب ص ۱۶۸ پر لکھتے ہیں کہ: سفیان ثوری رحمہ اللہ عظیم محدث ہیں بھلا وہ حدیث کے خلاف کیسے عمل کر سکتے ہیں؟۔
جواب: سنابلی صاحب! یہ سوال آپ ان محدثین اور ائمہ کرام سے کریں جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مسلک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا تھا۔ اور جب ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا حدیث کے خلاف ہی تھا، تو بقول امام ترمذی بعض صحابہ اور تابعین نے اس مسئلہ میں وسعت کیوں دے دی کہ جہاں چاہے رکھ لے نماز ہو جائے گی؟ (دیکھئے اسی کتاب کا صفحہ.....)، یا اب حدیث کے خلاف عمل کرنے سے بھی آپ کے دھرم میں نماز ہو جاتی ہے؟۔
 اور ہاں ذرا یہ بھی بتا دیجئے کہ احناف میں بھی کوئی عظیم محدث گدرا ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب سوچ سمجھ کر؛ بلکہ صحیح مت کا مطالعہ کر کے دیجئے گا! کہیں ایسا نہ ہو کہ.....۔

(سنابلی صاحب کا بہتان)

سنابلی صاحب ص ۹۱۱-۱۶۹ پر لکھتے ہیں کہ: سفیان ثوری رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ یہ بات ثابت نہیں ہے کہ وہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے تھے، جن لوگوں نے بھی یہ بات ذکر کی ہے انہوں نے سفیان ثوری تک اس بات کی صحیح سند پیش نہیں کی ہے لہذا یہ بات جھوٹی اور من گھڑت ہے اور سفیان ثوری رحمہ اللہ پر بہتان ہے۔

جواب:

کم بخت دلغراش بہت ہے صدا ے دل کانوں پہ ہاتھ رکھ کے سنو ما جرا ے دل
 سنابلی صاحب! آپ کو کچھ پتہ بھی ہے کہ آپ جنوں؛ بل کہ مسلکی تعصب و عناد اور احناف سے عداوت کی بنا پر کیا کیا کہہ گئے؟ کتنے اور کن لوگوں پر جھوٹ، من گھڑت اور بہتان کا الزام دیدئے؟ اور اس بہتان کی زد میں غیر تو غیر آپ کے اپنے بھی آ گئے؟ ذرا غور سے سنئے اور اگر آکھیں ہوں تو دیکھ بھی لیجئے کہ کتنے لوگوں نے امام سفیان ثوری پر بہتان باندھا ہے، اور یہ بھی بتا دیجئے کہ یہ بہتان لگانے والے سب حنفی المسلک ہیں یا کسی اور مسلک سے تعلق رکھتے ہیں؟ اور ہاں حافظ زبیر علی زئی کی کتاب ”اہل حدیث ایک صفاتی نام“ پیش نظر رکھ کر جواب دیجئے گا۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے ہی پر پرکھا ڈال گئے۔
 ☆ ”المجموع شرح المہذب“ میں ہے: قال ابو حنیفۃ والثوری واسحاق یجعلہما تحت سرتہ وبہ قال ابو اسحاق المروزی۔ یعنی امام ابو حنیفہ، سفیان بن سعید ثوری، اسحاق بن راہویہ اور ابو اسحاق المروزی کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔

(۳/۳۱ مسائل منشورۃ تتعلق بالرفع)

☆ ”شرح النووی علی مسلم“ میں ہے: قال ابو حنیفۃ وسفیان الثوری واسحاق بن راہویہ وابو اسحاق المروزی من اصحابنا یجعلہما تحت سرتہ۔ یعنی امام ابو حنیفہ، سفیان بن سعید ثوری، اسحاق بن راہویہ اور ابو اسحاق المروزی کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔

(۴/۱۱۴ باب وضع یدہ الیمنی.....)

یہ وہی امام نووی ہیں، جن کے حوالہ سے آپ نے ص ۲۶۴ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو با اتفاق امت ضعیف کہا ہے۔

☆ ”المغنی لابن قدامہ“ میں ہے: فروی عن أحمد أنه یضعہما تحت سرتہ روی ذلك عن علی وأبی ہریرۃ وأبی مجلز والنخعی والثوری واسحاق۔ امام احمد سے مروی ہے کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے، یہی حضرت علی، ابو ہریرہ، ابو مجلز، امام نخعی، امام ثوری اور اسحاق بن راہویہ سے (بھی) مروی ہے۔
 (۱/۳۴۱ نمبر ۶۶۲)

☆ ”الأوسط فی السنن والایجماع والاختلاف“ میں ہے: عن أبی ہریرۃ قال: ﴿من السنة أن یضع الرجل یدہ الیمنی علی الیسری تحت السرة فی الصلاة﴾ وبہ قال سفیان الثوری واسحاق، قال اسحاق تحت السرة أقوى فی الحدیث وأقرب الی التواضع۔ اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا حدیث کے اعتبار سے زیادہ قوی اور تواضع کے زیادہ قریب ہے۔

(۹۴/۳ نمبر ۱۲۹۱ ذکر وضع بطن کف الیمنی علی طهر کف)

☆ ”تفسیر قرطبی“ میں ہے: قال سعید بن جبیر واحمد بن حنبل فوق السرة وقال لأبأس ان كانت تحت السرة وقالت طائفة توضع تحت السرة وروی ذلك عن علی وأبی هريرة والنخعی وأبی مجلز وبه قال سفیان الثوری واسحاق. یعنی سعید بن جبیر اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھا جائے، اور امام احمد نے کہا کہ اگر ناف کے نیچے باندھے تو بھی کوئی حرج نہیں، اور ایک جماعت کہتی ہے کہ ناف کے نیچے باندھا جائے، اور یہی حضرت علی، ابو ہریرہ، ابراہیم نخعی اور ابو جلیز (رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے، اور سفیان ثوری واسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔ (۲۴۱/۲۰)

☆ ”التمہید لابن عبد البر“ میں ہے: قال الثوری وأبو حنیفة واسحاق أسفل السرة وهو قول أبی مجلز. یعنی سفیان ثوری، ابو حنیفہ اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ ناف کے نیچے باندھا جائے.... اور یہی ابو جلیز کا قول ہے۔ (۵۵/۲۰، مقدمہ نمازیں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام زیر علی زئی ص ۶)

☆ ”فتح الغفور فی وضع الأیدی علی الصدور“ میں ہے: تحت السرة وهو مذهب الامام أبی حنیفة وبه سفیان الثوری، وابن راہویہ وأبو اسحاق المروزی. یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے..... اور اسی کے قائل سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ اور ابو اسحاق المروزی ہیں۔ (۶۸/۱)

ایا نبی علامہ حیات سندھی کی کتاب کا حوالہ ہے، جس کے حوالہ سے آپ آگے احناف پر تحریف کا الزام لگانے والے ہیں۔

☆ ”تحفة الأحوذی“ میں ہے: هذا بن عبد البر حافظ دهره قال فی التمهید وقال الثوری وأبو حنیفة أسفل السرة. حافظ دہرا بن عبد البر فرماتے ہیں: سفیان ثوری اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ناف کے نیچے (ہاتھ رکھے)۔ (۷۷/۲ نمبر ۲۵۲)

☆ ”عون المعبود وحاشیة ابن القيم“ میں ہے: الحدیث استدلل به من قال ان الوضع يكون تحت السرة وهو أبو حنیفة وسفیان الثوری واسحاق بن راہویہ وأبو اسحاق المروزی من اصحاب الشافعی. (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ (ہاتھ) ناف کے نیچے رکھے، اور یہ ابو حنیفہ، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ اور شوافع میں سے ابو اسحاق المروزی ہیں۔ (۳۳۲/۲)

سنابلی صاحب! برائے مہربانی بتائیے کہ امام نووی، ابن قدامہ، ابن المذہر، امام قرطبی، علامہ ابن عبد البر؛ بلکہ آپ کے علامہ حیات سندھی، علامہ مبارکپوری اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی وغیرہ نے کیوں یہ بہتان لگایا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان ائمہ ناقلین کا مسلک ناف کے نیچے یا اوپر باندھنے کا تھا اور انہوں نے اپنے مسلک کی تقویت کے لئے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ پر یہ الزام؛ بلکہ بہتان لگادیا؟۔

لیکن ایسا بھی ہو سکتا، اس لئے کہ ناقلین میں آپ کے علامہ حیات سندھی، علامہ مبارکپوری اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی وغیرہ بھی ہیں، جن کا مسلک بھی آپ کی طرح سینہ پر ہاتھ باندھنے کا تھا۔

سنابلی صاحب! آپ نے بہتان کا بہتان تو لگادیا؛ لیکن یہ بہتان لگانے سے پہلے یہ نہیں سوچا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کی طرف اس کی نسبت؛ بلکہ بقول شامی بہتان لگانے والوں میں امام ابن عبد البر بھی ہیں، اور آگے ص ۳۷۳ پر ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے مسلک ”ناف کے نیچے باندھنے“ کو غلط ثابت کرنے کے لئے انہی کا سہارا لینا پڑے گا؟ اور وہ امام نووی بھی ہیں جن کے حوالہ سے صفحہ ۲۶۴ پر حضرت علی کی حدیث کو ”باقا امت“ ضعیف کہنے والے ہیں؟۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مسلک ”ناف کے نیچے“ ہاتھ باندھنے کا ہے، اور سنابلی کا ان کی طرف ”سینہ پر“ ہاتھ باندھنے کی نسبت کر کے ”ناف کے نیچے“ ہاتھ باندھنے کی نسبت کرنے والوں کے بارے میں جھوٹا اور بہتان تراش قرار دینا خود ایک جھوٹ اور بہتان ہے۔

(سنابلی صاحب کی بدحواسی یا تجاہل عارفانہ)

سنابلی صاحب ص ۱۶۹ پر لکھتے ہیں کہ: ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا عمل احناف کا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف بھی یہی بات منسوب ہے۔ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ تو امام ابو حنیفہ کے سخت مخالف تھے..... جو سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ کے اس قدر مخالف ہوں بھلا وہ احناف کے مسلک کو کیسے اپنا سکتے ہیں۔

جواب: سنابلی صاحب! آپ ہوش و حواس میں بات کر رہے ہیں یا بدحواسی میں یہ سب کچھ لکھا اور کہا جا رہا ہے؟ یا صرف آپ وہی عبارتیں دیکھتے اور پڑھتے ہیں جو احناف کے خلاف ہوتی ہیں؟ جب آپ کو کتاب ہی لکھنا تھا تو کم از کم امام ترمذی کی ”سنن ترمذی“ یا اپنے علامہ مبارکپوری صاحب کی ”تحفة الأحوذی“ ہی دیکھ لئے ہوتے؟ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ امام سفیان ثوری کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کے ساتھ ہیں یا نہیں؟ ان کی تصریحات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ سفیان ثوری کا مسلک اکثر

امام ابوحنیفہ کے موافق ہی ہوتا ہے، بہر حال اگر آپ بر بنائے تعصب و عناد یا کسی اور بناء پر یہ عبارتیں نہیں دیکھ اور پڑھ سکے تو لیجئے اب دیکھ اور پڑھ لیجئے، اور اپنی عبارت میں ترمیم بلکہ عوام سے معذرت بھی کیجئے۔

(۱) عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کے مسئلہ میں امام سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی مع ترمذی ۳۶۵/۱)

(۲) اسفار فجر کے بارے میں سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی مع ترمذی ۱۵۴/۱ نمبر ۱۵۴)

(۳) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اذان اور اقامت دونوں دوہری کہی جاتی ہے، سفیان ثوری بھی اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔

(تحفۃ الاحوذی مع ترمذی ۱۹۸/۱ نمبر ۱۹۸)

(۴) امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھایا جائے گا، سفیان ثوری بھی اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی مع ترمذی ۹۴۲/۱)

(۵) بلا وضو اذان دینے کے مسئلہ میں امام سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی مع ترمذی ۵۱۲/۱ نمبر ۲۰۱)

(۶) اگر صبح صادق سے پہلے فجر کی اذان دیدی جائے تو وہ اذان ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں امام سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔

(تحفۃ الاحوذی مع ترمذی ۱۵۱/۱ نمبر ۲۰۳)

(۷) نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے امام ابوحنیفہ کے نزدیک آہستہ آواز سے بسم اللہ پڑھا جائے گا، یہی امام سفیان ثوری کا مسلک بھی ہے۔ (ترمذی ۱۲۶۱/۱ نمبر ۲۴۴)

(۸) امام ابوحنیفہ کے نزدیک نمازی کا بحالت قیام سجدہ کی جگہ نظر رکھنا مستحب ہے، سفیان ثوری بھی اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔

(البیان فی مذهب الامام الشافعی ۱۷۲/۱)

(۹) امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ نمازی قعدہ میں اپنا دایاں پیر کھڑا رکھے اور باایاں پیر بچالے۔ یہی امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا بھی مسلک ہے۔

(سنن ترمذی ۸۵۲/۱ نمبر ۲۹۲)

(۱۰) امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھا جائے، اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

(اختلاف الفقہاء = اختلاف العلماء للمروزی ۱۱۰/۱ نمبر ۹)

یہ بطور نمونہ سنابل صاحب کی غلط بیانی، دھاندلی، بل کہ بدحواسی کو بتانے کے لئے دس مسائل ذکر کرنے گئے ہیں، ورنہ ان کے علاوہ بھی بہت سارے مسائل کتب فقہ و حدیث میں ایسے مذکور ہیں، جن میں سفیان ثوری امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں؛ بل کہ امام ابو یوسف تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ”سفیان الثوری اکثر متابعاً لأبی حنیفۃ منی“، یعنی سفیان ثوری مجھ سے بھی زیادہ ابوحنیفہ کے تابع ہیں۔ (الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقہاء ۱۲۸/۱)

اور صرف یہی نہیں بل کہ امام سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کی فقہ کو علی بن مسہر سے حاصل کرتے تھے اور اپنی جامع کی تصنیف میں ان ہی سے مدد لیتے تھے، چنانچہ ”اخبار ابی حنیفہ وصاحبہا ۴۷“ میں ہے: ”سفیان کان يأخذ الفقه عن علی بن مسہر من قول أبی حنیفۃ وانه استعان به وبمذاکرته علی کتابہ هذا الذی سماہ الجامع“، یعنی سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کی فقہ کو علی بن مسہر سے حاصل کرتے تھے اور ان ہی کی مدد اور مذاکرہ سے انہوں نے اپنی یہ کتاب جس کا نام جامع رکھا ہے، تصنیف کی۔ (۷۴/۱)

اثبات الدلیل علی توثیق محمد بن اسماعیل

(مقالہ: اثبات الدلیل علی توثیق مؤمل بن اسماعیل پر سرسری نظر)

درج ذیل اقوال ثابت ذہبی

سنابلی صاحب نے ص ۱۴۳ پر صحیح ابن خزیمہ کے حوالہ سے ”نا ابو موسیٰ، نا مؤمل، نا سفیان، عن عاصم بن کلیب، عن أبیہ، عن وائل بن حجر“ کی سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ”وضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ“ نقل کی ہے۔

آگے ص ۱۷۱ پر اس حدیث کے ایک راوی مؤمل بن اسماعیل کی توثیق ثابت کرنے کے لئے ”اثبات الدلیل علی توثیق مؤمل بن اسماعیل“ کے نام سے

ایک مقالہ لکھا ہے، پھر مقالہ کے صفحہ ۶ اور کتاب کے صفحہ ۱۷۱ پر مذکورہ عنوان کے تحت اسی مؤمل بن اسماعیل کے بارے میں تہذیب الکمال للعلامة المزی ۲۹/۱

۱۷۸ کے حوالہ سے امام بخاری کی جرح ”منکر الحدیث“ (ان کی حدیث میں نکارت ہوتی ہے) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: امام بخاری سے یہ قول ثابت نہیں ہے۔ بلکہ امام مزی سے یہ قول نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔

جواب: سنابلی صاحب! امام بخاری کے حوالہ سے مؤمل بن اسماعیل کے بارے میں منکر الحدیث کہنے میں علامہ الحرمی تنہا نہیں ہیں، کہ آپ کی یہ لہ ترانیاں قابلِ سماعت سمجھی جائیں؛ بل کہ ان کے ساتھ ساتھ علامہ ذہبی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، علامہ خزرجی، علامہ مناوی، حافظ ابن کثیر، علامہ بیہقی، آپ کے علامہ البانی اور علامہ عبد الرحمن مبارکپوری بھی ہیں۔

(دیکھئے: تہذیب الکمال ۸/۲۹ نمبر ۲۳۱۹، تہذیب التہذیب ۱۰/۳۸۱ نمبر ۶۸۲، میزان الاعتدال ۲/۲۲۸/۸۹۴۹، المغنی ۲/۲۸۹ نمبر ۶۵۴، من تکلم فیہ وهو مؤثقت أمریر ۱/۱۸۳ نمبر ۳۴، خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال ۱/۳۹۳، معانی الأخبار ۳/۹۹ نمبر ۲۲۱۹، فیض القدیر ۵/۲۲۸، التکمیل فی الجرح والتعديل ۱/۲۸۹، مجمع الزوائد ۷/۱۲۸ نمبر ۱۱۴۳۲، و ۵/۸ نمبر ۱۷۹۱، سلسلة الاحادیث الضعیفة ۲/۲۹۳ نمبر ۸۹۱، ۱۲/۵۷ نمبر ۵۵۳۸، تحفة الاحوذی ابواب النکاح [باب النهی عن ضرب الخدام وشتهم] ۶/۶۷)

سنابلی صاحب! کتنے لوگوں سے نقل کرنے میں غلطی ہوگئی؟ کیا یہ سب غیر محتاط تھے؟ صدیوں بعد آپ ہی ایک محتاط پیدا ہوئے، جو امت کوئی تحقیقات سے روشناس کر رہے ہیں؟ کیا متداول ”التاریخ الکبیر“ میں ”منکر الحدیث“ کی جرح موجود نہ ہونے کی کوئی جائز تاویل نہیں کی جاسکتی؟ کاتب کی غلطی سے ایسا نہیں ہو سکتا کہ مؤمل بن اسماعیل کی جرح مؤمل بن سعید کے بارے میں لکھ دی گئی ہو؟ یا بقول آپ کے شیخ ارشاد الحق اثری امام بخاری کی جرح اور نقل روایت کو مختلف اوقات اور حالات پر محمول نہیں کیا جاسکتا؟ اس صورت میں ائمہ محدثین پر کوئی الزام بھی نہیں ہوگا اور جرح موجود نہ ہونے کی ایک جائز تاویل بھی ہو جائے گی۔
(مؤمل بن اسماعیل منکر الحدیث ہے)

پہلی دلیل: چونکہ سنابلی صاحب کے خیال فاسد میں امام بخاری سے ”منکر الحدیث“ کی جرح ثابت نہیں ہے، اس لئے دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”التاریخ الکبیر“ میں مؤمل بن اسماعیل کے تذکرہ میں منکر الحدیث کا لفظ نہیں ہے۔

جواب: سنابلی صاحب! آپ کے مقدمہ نگار ارشاد الحق صاحب اثری تو کہتے ہیں کہ: علامہ الحرمی ہوں، علامہ ابن الجوزی ہوں یا علامہ الذہبی وہ اگر ائمہ متقدمین سے کوئی نقد و جرح نقل کریں یا کسی کی توثیق نقل کریں اور ان کے یہ اقوال اگر ان کی متداول کتابوں میں نہیں ملتے تو بلاوجہ ان سے انکار درست نہیں۔
(دیکھئے اپنی کتاب کا مقدمہ ص ۳۳)

تو پھر آپ کون ہوتے ہیں انکار کرنے والے؟ اور آپ نے صرف اس وجہ سے علامہ الحرمی کے سرسہو کا الزام قہوپ دیا کہ ”متداول“ ”التاریخ الکبیر“ میں مؤمل بن اسماعیل کے ترجمہ میں ”منکر الحدیث“ کا لفظ نہیں ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ آپ زیادہ محتاط ہیں یا علامہ الحرمی اور دیگر ائمہ حدیث و فن اسماء الرجال؟ اور آپ کی بات قبول کیجئے یا آپ کے مقدمہ نگار شیخ ارشاد الحق اثری صاحب کی؟

دوسری دلیل: امام بخاری سے ”منکر الحدیث“ کی جرح ثابت نہ ہونے کی دوسری دلیل سنابلی صاحب نے یہ دی ہے کہ: اگر امام بخاری نے مؤمل بن اسماعیل کو منکر الحدیث کہا ہوتا تو امام بخاری اس کا تذکرہ اپنی ضعفاء والی کتاب میں بھی کرتے۔

جواب: سنابلی صاحب! یہ کوئی ضروری ہے کہ جو راوی امام بخاری کے نزدیک مجروح ہو، اس کا تذکرہ ان کی کتاب ”الضعفاء“ میں بھی ہو؟ اگر ایسا ہے تو پھر مؤمل بن سعید جس کے بارے میں آپ نے اسی صفحہ پر امام بخاری کے حوالہ سے ”منکر الحدیث“ کی جرح نقل کی ہے، اس کا بھی انکار کر دیجئے، اس لئے کہ اس کا تذکرہ بھی ”الضعفاء“ میں نہیں ہے۔ (دیکھئے الضعفاء الصغیر [باب المیم])

تیسری دلیل: امام بخاری سے ”منکر الحدیث“ کی جرح ثابت نہ ہونے کی تیسری دلیل سنابلی صاحب نے یہ دی ہے کہ ”امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ان سے استشہاد روایت لی ہے اگر امام بخاری کے نزدیک یہ منکر الحدیث ہوتے تو امام بخاری رحمہ اللہ ان سے شواہد میں بھی روایت نہیں لیتے“۔ (انوار البدر ص ۱۷۶-۱۷۷)

جواب: سنابلی صاحب شاید آپ کو معلوم نہیں کہ امام بخاری نے شرائط کا اعتبار صرف مسند احادیث میں کیا ہے، رہ گئی شواہد، متابعات، معلقات اور احادیث موقوفہ و مقطوعہ، تو ان میں ان شرائط کی رعایت نہیں کئے ہیں؛ بلکہ بخاری کی معلق، متابع اور شواہد وغیرہ کی احادیث کو بخاری کی حدیث کہنا ہی صحیح نہیں، جیسا کہ خود صحیح بخاری کے نام سے ہی واضح ہے، چنانچہ علامہ ابواسحاق الحونی الاثری لکھتے ہیں کہ: لان صحیح البخاری هو الاحادیث المسندة، اما الاحادیث المعلقة فلیست علی شرط البخاری. (شرح صحیح البخاری ۷/۳)۔ صحیح بخاری تو مسند احادیث ہیں، معلق احادیث بخاری کی شرط پر نہیں ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے جب ایسی احادیث بیان کی جاتی ہیں تو حوالہ میں صرف رواہ البخاری کہنے پر اکتفاء نہیں کیا جاتا، بلکہ رواہ البخاری تعلیقاً، رواہ البخاری فی الشواہد رواہ البخاری

فی ترجمۃ الباب وغیرہ لکھا جاتا ہے۔ اگر ساری روایات کا حکم یکساں ہوتا تو ان احادیث میں بھی صرف رواہ البخاری کہا جاتا۔

اور اگر کسی بھی صورت میں ”منکر الحدیث“ سے روایت لینا جائز نہیں تو کیا دونوں (روایت لینے اور ”منکر الحدیث“ کہنے) کو دو مختلف حالات پر محمول نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ آپ کے مقدمہ نگارش ارشاد الحق اثری نے اپنے مقدمہ میں اس کی وضاحت کی ہے؟ اس صورت میں کسی امام پر بداعتیالیٰ اور بدظنی کا الزام بھی نہیں آئے گا، لیکن وہ غیر مقلد ہی کیسا جو اسلاف اور ائمہ کرام سے بدظن نہ ہو اور ان کے بارے میں بدظنی نہ پھیلائے؟

خلاصہ کلام تقریباً سنبلی صاحب کے الفاظ میں یہ ہے کہ ”مؤمل بن اسماعیل کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کی جرح ”منکر الحدیث“ ثابت ہے۔ اور جب غیر مقلدین کو اس حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث ایسی نہیں ملی جو ان کے موقف پر صریح ہو تو اسی مجروح و متکلم فیہ اور ”منکر الحدیث“ راوی کو ثقہ اور حجت ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کے دلائل اور احتمالات: بل کہ ائمہ متقدمین پر الزام و بہتان دینے لگے، کہ ان سے نقل کرنے میں غلطی ہو گئی ہے۔ اگر واقعاً ان احتمالات اور دلائل میں کوئی دم ہوتا تو یہ لوگ اسی وقت یہ سارے احتمالات اور دلائل بیان کرتے، جب مذکورہ کتب کے مصنفین نے اپنی اپنی کتابوں میں امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالہ سے ان کی جرح نقل کی تھی“۔

افوہ! سنبلی صاحب معاف دارید، مجھے یاد ہی نہیں تھا کہ جس وقت وہ کتابیں لکھی گئیں؛ بلکہ ان کے منظر عام پر آنے کے صدیوں بعد تک بھی آپ اور آپ کی پارٹی کا کوئی وجود ہی نہیں تھا، جس کی وجہ سے کوئی امام بخاری رحمہ اللہ کی اس جرح کا انکار کرتا، وہ تو احسان ہے ان لوگوں کا جو سات سمندر پار بیٹھ کر.....۔

جارحین کے اقوال

اسی مقالہ میں ص ۱۸۰ پر ”جارحین کے اقوال“ کے عنوان کے تحت سنبلی صاحب مؤمل بن اسماعیل پر جرح کرنے والوں میں سے امام ابو حاتم اور امام نسائی کی جرح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: یہ (امام ابو حاتم اور امام نسائی) صحیح و متشدد ہیں۔

جواب: ہمارے انصاف و دیانت ا قارئین کرام! ذرا غور کریں یہی امام نسائی جب امام ابو حنیفہ جیسے عظیم محدث، عظیم فقیہ اور عظیم مجتہد کے بارے میں ”لیس بالقوی“ کہتے ہیں، تو اس وقت انہی سنبلی اور ان کی پارٹی کے نزدیک امام نسائی کا سارا تعنت و تشدد ختم ہو جاتا ہے، اور ”لیس بالقوی“ سے امام ابو حنیفہ ایسے مجروح ہوتے ہیں کہ الامان والحفیظ، لیکن جب یہی ”لیس بالقوی“ کی جرح مؤمل بن اسماعیل جیسے مجروح و متکلم فیہ راوی کے بارے میں ہوتی ہے تو اس کی ثقاہت ثابت کرنے کے لئے ایڑی کی چوٹی کا زور لگا دیا جاتا ہے، اور اس وقت نہ تو ”لیس بالقوی“ سے تضعیف ثابت ہوتی ہے، اور نہ امام نسائی تعنت و تشدد کے حملے سے محفوظ رہتے ہیں۔

کیوں؟..... اس لئے کہ وہاں یہ جرح غیر مفسر ایک امام بل کہ امام عظیم اور امام الائمہ کے بارے میں صادر ہو رہی ہے، اور یہاں امام تو کیا..... ایک مجروح و متکلم فیہ؛ بل کہ ”منکر الحدیث“ راوی کے بارے میں ہو رہی ہے۔ وہاں امام ابو حنیفہ سے عداوت تھی، اور یہاں امام ابو حنیفہ کے مسلک سے عداوت ہے۔ کیوں سنبلی صاحب یہی بات ہے نا؟!

مؤثقتین کے اقوال

سنبلی صاحب نے ص ۱۸۲ پر اس عنوان کے تحت مؤمل بن اسماعیل کی ثقاہت ثابت کرنے کے لئے بزم خویش پچیس محدثین کے اقوال نقل کئے ہیں، چوں کہ یہ مختصر جائزہ ہے، اس لئے ہر قول کا ترکی ترکی جواب دیا جا رہا ہے۔

(۱-۳) امام علی ابن المدینی، امام احمد اور امام بخاری نے استنبہاداً ان سے روایت لیا ہے۔

(انوار البدر ۱۸۲-۸۳)۔

جواب: سنبلی صاحب! عبدالرحمن بن اسحاق سے بھی امام ترمذی اور امام ابوداؤد ابن خزیمہ، امام احمد وغیرہ نے روایت لیا ہے اور ان کی روایت کو اپنی کتب میں درج کیا ہے؛ بل کہ امام ترمذی نے ان کی حدیث کو نقل کر کے حسن بھی کہا ہے۔

(۴) امام ترمذی کہتے ہیں ”حسن صحیح“۔

(انوار البدر ۱۸۳)

جواب: سنبلی صاحب ذرا ہوش سے بات کیجئے، اس لئے کہ آگے ص ۲۷۵ پر انہی امام ترمذی کو آپ تسامیل کہنے والے ہیں، آپ کے علامہ عبدالرحمن مبارکپوری ”أما تحسین الترمذی فلا اعتماد علیہ لما فیہ من التساهل“ (علامہ امام ترمذی کے تسامیل کی وجہ سے ان کی تحسین پر اعتماد نہیں کرتے) کہہ کر امام ترمذی سے اپنا اعتماد ختم کر چکے ہیں۔

(تحفة الأحوذی ۲/۹۳)

(۵) امام اسماعیلی نے مستخرج علی صحیح البخاری میں مؤمل کی روایت درج کی ہے۔

(انوار البدر ۱۸۴)

جواب: سنابلی صاحب! اگر صرف روایت درج کر دینے سے راوی مؤلف کے نزدیک ثقہ ہو سکتا ہے، تو عبدالرحمن بن اسحاق کے بارے میں کیا خیال ہے، جن کی روایت کو امام ترمذی نے صرف درج ہی کرنے پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ ساتھ ساتھ ”حسن“ بھی کہا؟۔

(۶) امام حاکم نے مؤمل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا ”هذا حديث صحيح الاسناد“۔

جواب: سنابلی صاحب! تھوڑا اور ہوش میں آئیے! اس لئے یہی امام حاکم جب عبدالرحمن بن اسحاق کی روایت کو ”هذا حديث صحيح الاسناد“ کہتے ہیں تو آپ انہی امام حاکم کو تساہل کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔

(۷) امام ابن حزم نے ان کی روایت سے حجت پکڑی ہے۔

جواب: ابن حزم نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر دلالت کرنے والے اثر سے بھی استدلال کیا ہے۔

(۸-۹-۱۰-۱۱) امام ابن القطان، امام ابن قیم، امام منذری اور امام بوصیری رحمہم اللہ نے مؤمل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا ”اسناد حسن“ کہا ہے۔

(انوار البدر ۱۸۶)

جواب: حسن ہی کہا ہے، صحیح تو نہیں کہانا؟ اور آپ نے ص ۱۴۳ پر صحیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ امام ترمذی، امام حاکم، ابن خزیمہ، ابن قیم اور آپ کے علامہ البانی عبدالرحمن بن اسحاق کی روایت کی بھی تصحیح و تحسین کرتے ہیں (دیکھئے اسی کتاب کا صفحہ.....)۔ اگر حسن کہنے سے یہ روایت قابل استدلال؛ بلکہ صحیح ہے تو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت کیوں قابل استدلال نہیں؟۔

(۱۲) امام ذہبی نے ان کے بارے میں ”مکان من ثقات البصريين“ کہا ہے۔

جواب: سنابلی صاحب! یہی امام ذہبی ابراہیم نخعی کے اثر کے راوی ربیع بن صبیح کو بھی ”الامام العابد، کبیر الشان“ کہتے ہیں، جن کی حدیث کو آپ صفحہ ۳۷۲ ”پر ثابت ہی نہیں“ کہہ کر رد کرنے والے ہیں۔

(۱۳) ابن کثیر نے مؤمل کی ایک روایت کے بارے میں ”هذا اسناد صحيح“ کہا ہے۔

جواب: ابن کثیر ہی نے امام بخاری کے حوالہ سے ”مکمل الحدیث“ اور حضرت علی کی تفسیر کو ”لا یصح“ کہا ہے۔ (دیکھئے: فتح الغفور، ارواء الغلیل، التکمیل فی الجرح

والتعديل ۲۸۹/۱، تفسیر ابن کثیر ۵۰۳/۸)

(۱۴) امام ابن الملقن نے ”صدوق وقد تکلم فیہ“ کہا ہے۔

جواب: صدوق تو کہا؛ لیکن ”تکلم فیہ“ کہہ کر دوسرے لوگوں کے حوالہ سے جرح بھی کر دی ہے۔

(۱۵) امام بیہقی ”ثقة وفيه ضعف“ کہا ہے۔

جواب: انہوں نے بھی تھمتہ کہنے کے بعد ”فيه ضعف“ کہہ کر جرح کر دی ہے۔

(۱۶) ابو سعید امام ابو داؤد کے حوالہ سے کہتے ہیں: ”عظمه ورفع من شأنه الا أنه يهيم في الشيء“۔

جواب: عظمت شان کو بیان کرنے کے بعد ”يهيم في الشيء“ [بعض چیزوں میں غلطی کرتے ہیں] کہہ دیا، جسے آپ خود معمولی ہی سہی لیکن جرح مانتے ہیں۔

(انوار البدر ۱۸۴)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مؤمل بن اسماعیل جہور محدثین کے نزدیک ضعیف، متروک اور ناقابل اعتبار راوی ہے، اور سنابلی صاحب کا ان کی تصحیح ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا تصحیح اوقات کے علاوہ کچھ نہیں۔

(افتمہ کرام پر بھتان)

سنابلی صاحب ص ۱۹۰ پر امام ابو حنیفہ کے بارے میں علامہ ابن عبدالبر سے ”سعی الحفظ“ کی جرح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: (علامہ ابن عبدالبر کی) اس جرح مفسر کے خلاف کسی بھی امام نے ابو حنیفہ کی توثیق نہیں کی ہے۔ (باب اول، مقالہ اثبات الدلیل علی توثیق مؤمل بن اسماعیل)

جواب: سنابلی صاحب! یہ آپ کی کھلی جہالت، جھوٹ، فن اسماء الرجال کے ماہرین پر صریح بھتان اور جذبہ اثبات باطل و ابطال حق کی کھلی دلیل ہے، اس لئے کہ یہی علامہ ابن عبدالبر اپنی کتاب ”الانتقاء“ میں ابو جعفر محمد بن علی، حماد بن ابی سلیمان، مسعر بن کدام، ایوب سختیانی، امام اعمش، شعبہ بن الحجاج، سفیان ثوری، مغیرہ بن مقسم، حسن بن صالح، سفیان بن عیینہ، سعید بن ابی عروبہ، حماد بن زید، شریک القاضی، ابن شبرمہ، یحییٰ بن سعید قطان، عبداللہ بن مبارک، قاسم بن معن، حجر بن عبد

الجبار، زہیر بن معاویہ، ابن جریج، عبدالرزاق، امام شافعی، غلداولاسطی، کعب بن الجراح، فضل بن موسیٰ عیسیٰ بن یونس ۲۶ راۓ سے صراحۃ تعریف و توثیق نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: کہ عبدالحمید بن یحییٰ الحمائی، معمر بن راشد، نصر بن محمد، یونس بن ابی اسحاق، اسرائیل بن یونس، زفر بن ندیل، عثمان الہتقی، جریر بن عبدالحمید، ابومقتاتل حفص بن مسلم، قاضی ابویوسف، سلم بن سالم، یحییٰ بن آدم، یزید بن ہارون، ابن ابی رزمہ، سعید بن سالم القدرج، شداد بن حکیم، خارجہ ابن مصعب، خلف بن ایوب، ابوعبدالرحمن المقرئ، محمد بن سائب کلبی، حسن بن عمارہ، ابو نعیم فضل بن دکین، حکم بن ہشام، یزید بن زریع، عبداللہ بن داؤد حرلی، محمد بن فضیل، زکریا بن ابی زائدہ، یحییٰ بن زکریا، زائدہ، یحییٰ بن معین، مالک ابن مغول، ابوبکر بن عیاش، ابوغلد الاحمر، قیس بن ربیع، ابوعاصم الانبیل، عبداللہ بن موسیٰ، محمد بن جابر اصمعی، شقیق بن علی ابن عاصم، یحییٰ بن نصر: کل هؤلاء اثنوا علیہ و مدحوہ بالفاظ مختلفۃ. ان (۴۰) محدثین اور فقہا نے مختلف الفاظ میں امام ابوحنیفہ کی تعریف و توصیف بیان کی ہے۔

(الانقضاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء ۱۳۷/۱)

رہ گئی امام ابن عبدالبر کی جرح تو شاید آپ کو معلوم ہو کہ یہی ابن عبدالبر جامع بیان العلم و فضلہ میں امام ابوحنیفہ کی تحریفوں کے پل باندھے ہیں۔ الذین رووا عن ابی حنیفۃ و وثقوہ و اثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ۔ جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا اور ان کی تعریف و توثیق کی، ان کی تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہے جنہوں نے آپ پر کلام کیا (جامع بیان العلم ۱۹۲)۔ اور اگر ابن عبدالبر کی جرح تسلیم کر لیا جائے تو بھی مذکورہ راۓ کے بالمقابل اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

سنابلی صاحب! مذکورہ حضرات کی امامت آپ کو تسلیم ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ابھی معافی مانگتے اور اگر نفی میں ہے تو اپنے دین و اسلام کی طرح اپنی دنیا بھی الگ بنا لیجئے۔ آخر کس کی امامت آپ کو تسلیم ہے؟ اس کی ایک فہرست تو پیش کرتے؛ تاکہ اسی کے حوالہ سے امام ابوحنیفہ کی تعدیل و توثیق نقل کی کی جاتی۔

سنابلی صاحب! آپ نے پوری علمی دنیا کی سیر کر لی اور اسماء الرجال کی تقریباً تمام کتابوں کو چھان ڈالا؛ لیکن انہیں کتابوں میں ”باب النون“ دیکھنے کی توفیق نہیں ہوئی؟ یا دیکھی ان دیکھی کر دی؟

ابوزید ضمر صاحب! کیا یہی مزاج اہل حدیث کی نمائندگی اور جذبہ اثبات حق و ابطال باطل ہے؟ اور جھوٹ، خیانت، حق سے چشم پوشی؛ بل کہ راۓ محدثین پر بہتان لگانے کا نام مزاج اہل حدیث ہے؟

یہ نمونہ کے طور پر صرف ایک کتاب سے ۶۶ نام پیش کئے گئے ہیں، ورنہ اگر کتابوں کا نام گنا یا جائے، تو شاید انہیں کے لئے ۳۸۶ صفحات کم پڑ جائیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ، محدث، فقیہ اور امام الائمہ ہیں، اور سنابلی صاحب کا تمام راۓ کی طرف سے توثیق کا انکار کر دینا جھوٹ کے ساتھ ساتھ راۓ محدثین پر بہتان بھی ہے۔ (مزید تفصیل راقم نے اپنی کتاب ”امام اعظم ابوحنیفہ، بحیثیت محدث، فقیہ اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات“ میں کر دی ہے، جو تادم تحریر مطبوع نہیں ہے)۔

تفسیر نبوی ﷺ ﴿فصل لربک وانحر﴾

سنابلی صاحب ص ۱۹۱ پر سید پر ہاتھ باندھنے کی چھٹی دلیل نقل کرتے ہیں:

ثنا أبو الحریث، ثنا شبیان، ثنا حماد، ثنا عاصم الاحول، عن رجل، عن أنس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثله (ولفظ الحدیث الذی قبلہ عند البیہقی: قال فی هذه الآية ﴿فصل لربک وانحر﴾ قال: وضع يده اليمنى على وسط يده اليسرى، ثم وضعهما على صدره.

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت ﴿فصل لربک وانحر﴾ [۱۰۸/۱۰۸ کوثر ۲] کی تفسیر میں فرمایا کہ: اس سے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر پھر انہیں اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے۔

[الدر المنثور ۸/۲۵۰. بیہقی ۲/۴۶۰. بحوالہ انوار البدر ص ۱۹۱]

جواب: چونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی کا نام اور حال معلوم نہیں، اس لئے اس حدیث سے سنابلی صاحب کا استدلال کرنا صحیح نہیں۔

فصل دوم: آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

غیر مقلدین کو اپنے مسلک پر جب (کوئی صحیح، صریح، مرفوع متصل) حدیث نہیں ملتی تو عوام کے بھولے پن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صحابہ کرام کے آثار اور ان کے اقوال و افعال کو بطور حجت اور دلیل پیش کرتے ہیں، یہی کام مذکورہ عنوان کے تحت سنابلی صاحب نے بھی کیا ہے۔ حالاں کہ صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور آثار و آراء غیر مقلدین کے نزدیک حجت اور قابل استدلال ہی نہیں؛ چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الکلی فی الکلی میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں: قولہ صناعہ جہت نیست۔ (فتاویٰ نذیریہ ۳۴۰)۔ سر تاج غیر مقلدین نواب صدیق حسن خان بھوپالی فرماتے ہیں: بصحت بتفسیر صناعہ غیر قائم است۔ (بدورالاہلہ)۔ ایک جگہ فرماتے ہیں: درموقوفات صناعہ جہت نیست۔ (دلیل الطالب ص ۶۱۷)۔ التاج المکمل میں لکھتے ہیں: فعل الصحابی لا یصلح للاحتجاج۔ (ص ۲۸۳)۔ نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں: صحابہ کا قول حجت اور دلیل نہیں۔ (عرف الجادی ص ۱۱۱-۲۰۳-۲۰۴)

اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ آج کل جب یہ لوگ کہیں پھنستے نظر آتے ہیں تو اپنے ان اکابرین سے بھی اپنا دامن جھاڑ لیتے ہیں اور یہ باور کرانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم بھی صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور ان کی تفاسیر و آراء کے کو حجت اور قابل استدلال مانتے ہیں۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جس طرح احناف اور فقہ احناف کے خلاف انگریزوں کے دور ہی سے اشتہار بازیاں ہو رہی ہیں اور ان کی کتابوں سے ایک ایک مسئلہ اور ایک ایک عبارت کو پکڑ کر ان پر عمل کرنے والوں پر ضال و مضل کا فتویٰ لگایا جا رہا ہے، اور قرآن و سنت کا مخالف؛ بل کہ محرف قرار دیا جا رہا ہے۔ کبھی اپنے ان اکابرین اور ان کی اس طرح کی عبارات کے خلاف نہ تو کوئی اشتہار بازی کی گئی، نہ کوئی کتابچہ اور پمفلٹ شائع کر کے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی اور نہ ان پر ضال و مضل کا فتویٰ لگایا گیا۔

بہر حال چوں کہ صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور ان کی تفاسیر و آراء غیر مقلدین کے نزدیک حجت اور قابل استدلال نہیں ہیں، اس لئے ان پر تبصرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی؛ لیکن پھر بھی قارئین کی تسلی کے لئے ان آثار و اقوال و افعال پر بھی مختصر تبصرہ کیا جاتا ہے تاکہ قارئین کسی طرح کی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

حدیث ابن عباسؓ تفسیر ﴿فصل لربک وانحر﴾

سنابلی صاحب ص ۲۰۰ پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی ساتویں دلیل نقل کرتے ہیں:

حدثنا أبو بکر بن أبی الاسود حدثنا أبو رجاء الکلبی عن عمرو بن مالک عن أبی الجوزاء عن ابن عباس: ﴿فصل لربک وانحر﴾ قال وضع یدہ علی النحر۔

مفسر قرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ (ﷺ) نے ﴿فصل لربک وانحر﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے نماز میں ہاتھوں کو نحر کے پاس (یعنی سینے پر) رکھنا مراد ہے۔ [غریب الحدیث للحریبی ۴۳۳/۲، بیہقی ۴۳/۲ بحوالہ انوار البدر ص ۲۰۰]

جواب: سنابلی صاحب! کب سے صحابہ کی تفسیر آپ کے یہاں حجت اور دلیل بن گئی؟ آپ کے شیخ الکلی فی الکلی میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی، نواب صدیق حسن خان بھوپالی اور نواب نور الحسن خان وغیرہ تو فرماتے ہیں: کہ صحابہ کے اقوال و افعال اور تفاسیر حجت اور قابل استدلال ہی نہیں۔

(دیکھیے: فتاویٰ نذیریہ، الروضۃ الندیہ، التاج المکمل، عرف الجادی، دلیل الطالب وغیرہ)

یا اب اپنے اکابرین کے یہ اشعار بھی بھول گئے؟

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفیٰ بر جاں مسلم داشتن

ہم اہل حدیث کے دواصول ہم اہل حدیث بر جاں رسول

سنابلی صاحب! آپ اپنے اصول سے انحراف مت کیجئے، ورنہ کہیں کے بھی نہیں رہ جائیں گے۔ یا اب اپنے ان اکابر سے بھی دامن جھاڑ لئے؟ اور صحابہ کرام کے اقوال و افعال کو حجت ماننے لگے؟ اگر ایسا ہے تو واقعی یہ ایک خوش کن بات ہے؛ لیکن ایک سوال اب بھی باقی رہ جاتا ہے کہ ان عبارات کے خلاف کبھی آپ کی طرف سے اشتہار بازی کیوں نہیں کی گئی؟ کوئی پمفلٹ یا کتابچہ کیوں شائع نہیں ہوا؟ کبھی ان کتابوں کے خلاف صدائے احتجاج کیوں نہیں بلند کی گئی؟ کبھی ان کے مصنفین پر ضال و مضل کا فتویٰ کیوں نہیں لگایا گیا؟ جس طرح احناف اور مسائل احناف کے خلاف انگریزوں کے دور ہی سے اشتہار بازیاں ہو رہی ہیں اور ضال و مضل کا فتویٰ لگایا جا رہا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں.....؟

بہر حال اگر واقعی اب آپ حضرات صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور ان کی تفاسیر و آراء کے کو حجت اور دلیل مان لئے ہیں، تو پھر جمہور کی طرح ہر مسئلہ میں

صحابی کے قول و عمل اور فعل کو حجت اور قابل استدلال ماننا ہوگا، چاہے وہ نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسئلہ ہو چاہے قربانی کے صرف تین دن ہونے کے بارے میں ”مالک عن نافع عن ابن عمر“ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمر کا اثر: الأضحیٰ يوم النحر ويومان بعده. (قربانی یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کے بعد صرف دو دن ہے) ہو، یا کوئی اور مسئلہ ہو اور ساتھ ساتھ کھلے الفاظ میں یہ اقرار بھی کرنا ہوگا کہ ہمارے ان اکابرین کی مذکورہ کتب و عبارات غلط ہیں اور جمہوری طرح ہمارا مسلک بھی یہ ہے کہ صحابہ کرام کے اقوال و افعال اور ان کی تفاسیر و آراء حجت اور قابل استدلال ہے۔ جس دن آپ یہ اقرار کر لیں گے اس دن سے آپ کو اس سے استدلال کرنے کا حق ہوگا، اس سے پہلے نہیں۔ لیکن اتنا ضرور ذہن میں رکھیں کہ بڑوں کے آگے چھوٹوں کی کوئی نہیں سنتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن القیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اسی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں: عمرو بن مالک عن أبي الجوزاء عن ابن عباس مثل تفسير علي الا انه غير صحيح. یعنی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت صحیح نہیں ہے؛ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہے۔ (بدائع الفوائد ۳۱/۹)

خلاصہ یہ کہ یہ ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر اور وہ بھی بقول ابن القیم صحیح نہیں ہے، جو غیر مقلدین کے لئے حجت اور قابل استدلال نہیں۔

حدیث علیؑ تفسیر ﴿فصل لربک وانحر﴾

سنابلی صاحب ص ۲۲۰/۲ پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی آٹھویں دلیل نقل کرتے ہیں:

قال موسى، حدثنا حماد بن سلمه، سمع عاصما الجحدري، عن أبيه عن عقبة بن ظبيان، عن علي رضي الله عنه ﴿فصل

لربک وانحر﴾ وضع يده اليمنى على وسط ساعده على صدره.

صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے ﴿فصل لربک وانحر﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے

تھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے۔ [التاریخ الكبير للبخاري ۶/۳۳۷، سنن بیہقی ۲/۴۵ بحوالہ انوار البدر ص ۲۲۰]

جواب: اس حدیث سے بھی استدلال کرنا بچھد و جوہ صحیح نہیں: **اولاً:** اس لئے کہ غیر مقلدین کے نزدیک تفسیر صحابہ حجت اور قابل استدلال نہیں (جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا)۔

ثانیاً: آپ کے علامہ حیات سندھی اور علامہ البانی اس تفسیر کے بارے میں ابن کثیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں: لا یصح عن علی. حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح طور سے ثابت نہیں۔ (فتح الغفور ص ۹۳، اصل صفة صلاة النبی ۱/۲۱۷)

علامہ البانی بیہقی والی سند کے بارے میں لکھتے ہیں: محتمل للتحسين. یعنی حسن کے درجہ کو پہنچنے کا صرف احتمال ہے، اس کا صاف مطلب ہے کہ یہ سند بھی علامہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ (حوالہ بالا)

حدیث علیؑ (فوق السرة)...

سنابلی صاحب ص ۲۴۴/۲ پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی نویں دلیل نقل کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن قدامة يعني ابن أعين، عن أبي بدر، عن أبي طلوت عبد السلام، عن ابن جرير الضبي، عن أبيه، قال رأيت علياً،

رضي الله عنه يمسك شماله يمينه على الرسغ فوق السرة.

ابن جریر الضبی اپنے والد کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پہنچے (کلائی) کے

پاس سے (یعنی جوڑ کے پاس) سے پکڑ رکھا تھا اور وہ ناف سے اوپر تھے۔ [سنن أبی داؤد ۱۰/۲۰۱ رقم: ۷۷۷ بحوالہ انوار البدر ص ۲۴۴]

جواب: سنابلی صاحب اس حدیث سے آپ کا استدلال کرنا بچھد و جوہ صحیح نہیں: **اولاً:** اس لئے کہ آپ کے نزدیک تفسیر صحابہ حجت اور قابل استدلال ہی نہیں۔

ثانیاً: آپ کے علامہ البانی کے بقول یہ حدیث ضعیف ہے، جس سے استدلال کرنا انصاف و دیانت کا خون کرنے کے مراد ہے۔

(ابوداؤد شیعہ البانی ۱/۵۷۷، ضعیف ابوداؤد ۲۹۳ نمبر ۱۰)

ثالثاً: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ناف سے اوپر تھے نہ کہ سینہ کے اوپر؟ اس سے آپ کو کیا فائدہ؟ آپ ایسی روایت پیش کریں جس میں ”علی الصدق“ (سینہ پر) کی صراحت ہو۔

ہاں یہ حدیث ”ناف کے نیچے“ باندھنے والوں کے لئے حجت ہو سکتی ہے، اس لئے ”ناف کے نیچے“ اور ”ناف کے اوپر“ میں کوئی زیادہ فرق نہیں، بہت ممکن

ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ ناف کے نیچے باندھا ہو؛ لیکن دیکھنے والے کی نظر دور سے دیکھنے کی وجہ سے خطا کر گئی ہو، اور وہ ناف کے اوپر سمجھ لیا ہو۔

(سنابلی صاحب کی تضاد بیانی)

سنابلی صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو نقل کرنے کے بعد اسی صفحہ پر لکھتے ہیں: ”اسنادہ حسن“۔ اس کی سند حسن ہے۔ آگے ص ۲۳۶ پر لکھتے ہیں کہ: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ پھر آگے پانچ سطر بعد اور پھر ص ۲۳۸ پر اسی حدیث کے راوی جریر رضی اللہ عنہ اور غزوہ بن جریر کے بارے میں امام بیہقی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ”هذا اسناد حسن“۔ یہ سند حسن ہے۔ علامہ البانی اسی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں: حکم الالبانی ضعیف۔ دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: قلت اسنادہ ضعیف۔ یعنی یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ (حوالہ اوپر گزر چکا)

سنابلی صاحب! علامہ البانی کا فیصلہ صحیح مانا جائے یا آپ کا؟ اور اگر آپ کی بات مانی جائے تو کیا آپ یہ بتانے کی زحمت کریں گے کہ جس حدیث کی سند ص ۲۳۲-۲۳۶ اور ۲۳۸ پر حسن تھی، اسی سند سے دوبارہ وہی حدیث ص ۲۳۶ پر صحیح کیسے ہو گئی؟ یا اب آپ کے یہاں صحیح اور حسن حدیث برابر ہو گئی ہے؟ اگر ایسا ہے، تو اب ”علوم الحدیث“ کی کتابوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھئے، اس لئے کہ ”علوم الحدیث“ والوں نے دونوں کو الگ شمار کیا ہے، اور ساتھ ساتھ اسے اس قول سے بھی رجوع کر لیجئے، جو آپ نے ص ۸۱ پر لکھا ہے کہ ”امام ابوداؤد کے سکوت سے فقہی مراد لینا غلط ہے“ اس لئے کہ ان کی ”مسکوت عندہ احادیث“، کو محدثین نے کم از کم ”حسن“ کا درجہ دیا ہے۔ (دیکھئے علوم الحدیث کی کتابیں)

حدیث عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ

سنابلی صاحب ص ۲۵۶ پر سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دسویں دلیل نقل کرتے ہیں:

ثنا أبو خليفة قال ثنا علي بن المديني قال ثنا عبدالله بن سفيان بن عتبة قال سمعت جدي عتبة بن أبي عاشة يقول رأيت عبدالله بن جابر البياضي صاحب رسول الله ﷺ يضع إحدى يديه على ذراعه في الصلاة.
عقبه بن أبي عاتشه كبتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے ایک ہاتھ کو اپنے بازو پر رکھا۔

[الفتا لا بن شاہین العثمانیہ: ۲۲۸/۵ و دیگر بحوالہ انوار البدر ص ۲۵۶]

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: اگر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے ”ذراع“ پر رکھیں گے تو دونوں ہاتھ خود بخود سینے پر آ جائیں گے۔

جواب: سنابلی صاحب! کیا دائیں ہاتھ کو بائیں بازو پر رکھنے سے ہاتھ سینہ پر ہی جائے گا؟ اور دوسری احادیث کی مخالفت بھی نہیں ہوگی؟ کیا اس سے سینہ پر ہاتھ باندھنا ثابت ہو رہا ہے؟ اگر ہاں تو ساری احادیث میں تطبیق کر کے دکھائیں، ورنہ آپ کوئی ایسی روایت پیش کریں جس میں ”صدر“ بمعنی سینہ کی صراحت ہو۔

(ایک اور تضاد بیانی)

سنابلی صاحب اسی صفحہ ۲۵۶ پر پہلے علامہ بیہقی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: اس کی سند حسن ہے، پھر چار پانچ سطر بعد لکھتے ہیں کہ: اس کی سند صحیح ہے۔ اب سنابلی صاحب اور ان کے معتقدین ہی بتائیں گے کہ صحیح اور حسن میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟۔

باب دوم: احناف کے دلائل

فصل دوم: آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

حدیث علی (من السنة.....)

حدثنا محمد بن محبوب، حدثنا حفص بن غياث، عن عبد الرحمن بن اسحق، عن زياد بن زيد، عن أبي جحيفة، أن علياً رضي الله عنه قال: من السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة. سيدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں تھیلی کو تھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔ (سنن ابی داؤد ۲۰۱/۱ نمبر ۱۵۶۷۷ رقیطنی وغیرہ بحوالہ انوار البدر ص ۲۶۴)

تنبیہ: اس حدیث میں چوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنت ہونے کی صراحت کر دی ہے، اس لئے اگر دوسری روایات صحیح اور صریح بھی ہوں تو بھی حضرت علی کے قول ”من السنة“ کی وجہ سے وہ وقتی اور عارضی احوال پر محمول کی جائیں گیں، اور سنت عمل ناف کے نیچے باندھنے کا ہی رہے گا۔

(ایک اور جھوٹا دعویٰ)

سنابلی صاحب ص ۲۶۴ پر یہ حدیث نقل کرنے کے بعد تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ پوری امت کے کسی بھی عالم نے اسے صحیح نہیں کہا۔“

جواب: حالانکہ سنابلی صاحب کا یہ دعویٰ بھی پہلے دعوؤں کی طرح جھوٹ، تعصب، مسلک اختلاف سے عداوت و بذلخی پر مبنی ہے؛ اس لئے کہ علامہ ابن تیمیہؒ کے شاگرد علامہ ابن القیمؒ اسی حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: **والصحيح حديث علي** [صحیح حضرت علیؑ کی حدیث ہے]۔ علامہ ابن المنذرؒ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے۔

(بدائع الفوائد ۳/۹۱، الاوسط فی السنن والایجماع والاختلاف ۳/۹۴ نمبر ۱۲۹۰)

سنابلی صاحب! فیصلہ فرمائیے کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا تعلق اسی امت سے ہے یا کسی اور امت سے؟ اگر ہاں تو ان کا شمار علماء میں ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو معافی مانگئے، اور اگر نہیں تو اپنے مقدمہ نگار، تقریظ نگار اور ”اسلامک انفارمیشن مہی“ کے ممبران کو لے کر اپنی ایک الگ دنیا بنا لیجئے۔

(امام نووی کی اندھی تقلید)

اسی سطر میں آگے لکھتے ہیں: بل کہ اس کے ضعیف ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ کا بیان آگے آ رہا ہے۔

(انوار الہدیر ص ۲۶۴)

جواب: سنابلی صاحب! اتنا بھاری بھر کم دعویٰ کیوں؟..... اسی لئے ناکہ اس میں ایک راوی عبد الرحمن بن اسحاق ہے؟..... لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ اسی راوی یا اس کی روایت کو امام فہن امام ترمذی ”هذا حديث حسن غريب“ امام حاکم ”هذا حديث صحيح الاسناد“ امام بزار ”صالح الحديث“ علامہ البانی ”حسن“ کہتے ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ خصوصاً اسی حدیث کے بارے ”والصحيح حديث علي“ کہتے ہیں۔ حافظ دہر علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے تبصرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرحمن بن اسحاق ان کے نزدیک بھی قابل اعتبار ہے۔ ابن خزیمہؒ ان کی روایت کو اپنی صحیح میں لائے ہیں۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ: تحت السرة أقوى فی الحديث، ناف کے نیچے (ہاتھ باندھنا) حدیث کے اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے۔ ابن قدامہؒ اور علامہ ابن المنذرؒ نے اسی روایت سے استدلال کیا ہے۔

(سنن ترمذی بتحقیق الالبانی ۳/۱۰۸، ۴/۷۴، ۳/۵۴۳ نمبر ۱۹۸۴، ۴/۶۳۷ نمبر ۲۵۷۲، ۵/۵۶۰ نمبر ۳۵۶۳، مستدرک حاکم ۱/۲۱۱ نمبر ۱۹۷۳، مسند بزار ۲/۲۷۷ نمبر ۶۹۶، بدائع الصنائع ۳/۹۱، القول المسدد ۱/۳۴۱ الحدیث الخامس، صحیح خزیمہ ۳/۳۰۶ نمبر ۲۱۳۶، مسائل الامام احمد واسحاق بن راہویہ، الکافی لابن قدامہ ۱/۲۴۴ باب صفة الصلاة، الاوسط فی السنن والایجماع والاختلاف ۳/۹۴ نمبر ۱۲۹۰)

دوسرے عبد الرحمن بن اسحاق کی اس روایت کو متعدد محدثین مثلاً امام ابوداؤد، امام احمد، دارقطنی، ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، امام طحاوی، امام ابن منذر، علامہ ضیاء المقدسی وغیرہ نے اپنی کتب احادیث میں روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سنابلی صاحب نے خود یہ حوالے نقل کئے ہیں۔ (انوار الہدیر ص ۱۶۴)

اس کے علاوہ ان کی روایات کو ترمذی، دارمی، امام طبرانی، ابویعلیٰ الموصلی، امام حاکم، امام عبد بن....، ابن خزیمہ، بزار اور امام قضا عی نے اپنی مستند شہاب میں بیان کیا ہے۔ (بحوالہ نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ ص ۱۰۵)

معلوم ہوا کہ امام ترمذی، امام حاکم، امام بزار، ابن خزیمہ، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن القیمؒ اور اہل حدیث عالم علامہ البانیؒ کے نزدیک عبد الرحمن بن اسحاق کی روایت (جس میں یہ روایت بھی شامل ہے) کم از کم حسن درجہ کی اور معتبر و قابل استدلال ہوگی۔ اس لئے کہ آپ کے بقول راوی حدیث کی تصحیح و تحسین اس راوی سے مروی حدیث کی تصحیح و تحسین ہوتی ہے۔ (انوار الہدیر)

سنابلی صاحب! آپ اور آپ کے تقریظ نگاروں؛ بل کہ پوری البانی و شوکانی پارٹی کی تحریروں اور دعوؤں کے مطابق آپ کا کام تو علم و تحقیق ہے، پھر آپ نے کیوں یہاں امام نووی کی اندھی تقلید کر لی؟ کیا امام نووی نے پوری امت کے حوالہ سے اتفاق نقل کیا ہے؟ یا آپ کی دنیا میں علم و تحقیق اسی کا نام ہے؟

سنابلی صاحب! آپ نے امام نووی کے حوالہ سے ”باتفاق امت“، ضعف کا دعویٰ نقل تو کر دیا؛ لیکن یہ بھول گئے کہ اس سے پہلے صفحہ ۱۶۹ پر اشارتاً انہی امام نووی کو بہتان لگانے والا کہہ چکے ہیں؟ کیا یہاں امام نووی بہتان نہیں لگا سکتے؟

اور یہ بھی آپ نے یہ نہیں سوچا کہ یہ دعویٰ کرنے کے بعد امام ترمذی، امام حاکم، امام بزار، ابن خزیمہ، ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن القیمؒ، ابن قدامہ، علامہ ابن المنذرؒ اور اپنے علامہ البانی سے بھی آپ کا تعلق استوار نہیں رہ جائے گا؟ یا ان ائمہ کی عبارتیں آپ کے سامنے سے نہیں گزریں؟ اگر ساری کتابیں نہیں دیکھ سکتے تھے، تو

کم از کم علامہ ابن حجر عسقلانی کی ”القول المسدود“ ہی دیکھ لئے ہوتے، یا سب کچھ جاننے، دیکھنے اور پڑھنے کے باوجود آپ نے اپنے جذبہ اثبات باطل و ابطال حق کے مطابق حق بات سے چشم پوشی و بے اعتنائی کی؟ امام ابوحنیفہ جیسے محدث، محقق، مجتہد اور فقیہ کے بارے میں فن جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین کے ”ماسمعت احدا ضعه“ (میں نے کسی کو امام ابوحنیفہؒ کی تضعیف کرتے ہوئے نہیں سنا) کہنے کے باوجود یہ دعویٰ کہ کسی امام نے ابوحنیفہؒ کی توثیق نہیں کی؛ لیکن امام نووی کے حوالہ سے تضعیف پر اتفاق نقل کر دینا اور اس کے سہارے امت کے ایک طبقہ کی تفہیل و تفسیق؛ بل کہ قرآن و حدیث اور اللہ و رسول کی مخالفت کا الزام دیدینا عین قرآن و حدیث اور اس کی اتباع ہے؟ سوچ سمجھ کر جواب دیجئے گا اور ضرور دیجئے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت امام ترمذی، امام حاکم، امام بزار، ابن خزیمہ، علامہ ابن حجر عسقلانی، ابن قدامہ، علامہ ابن القیم، اسحاق بن راہویہ، علامہ ابن المنذر اور اہل حدیث عالم علامہ البانی کے نزدیک معتبر اور قابل استدلال ہے، خصوصاً جب کہ حضرت ابوہریرہؓ اور ابراہیم نخعیؓ رحمہم اللہ کے آنے والے آثار اور تلقی بالقبول اس کی تائید کرتے ہوں۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ بن مالک (من اخلاق النبوة...)

أخبرنا أبو الحسن بن الفضل ببغداد أنبأ أبو عمر ابن السماك، ثنا محمد بن عبيد الله بن المنادي، ثنا أبو حذيفة ثنا سعيد بن زربي عن ثابت عن أنس قال: ثلاث من أخلاق النبوة تعجيل الإفطار وتأخير السحور ووضعت يمينك على شمالك في الصلاة تحت السرة. صحابي رسول الله صلى الله عليه وسلم منقول ہے کہ انہوں نے کہا: نبوت کے اخلاق میں سے ہے افطار میں جلدی کرنا، بھری میں تاخیر کرنا اور نماز میں تمہارا اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا۔ (انوار البدر ص ۲۸۱)

سنابلی صاحب حضرت انس بن مالک کی مذکورہ حدیث کو نقل کرنے بعد تین صفحہ آگے ص ۲۸۵ پر ”تنبیہ“ کے تحت لکھتے ہیں کہ: اسی روایت کو کچھ لوگ محلی لابن حزم سے پیش کرتے ہیں۔ عرض ہے کہ محلی میں اس روایت کی سند ہی مذکور نہیں۔ [المحلی بالآثار ۳۰/۳] لہذا یہ حوالہ غیر مستند ہے۔

جواب: سنابلی صاحب! علامہ ابن حزم نے ہاتھ باندھنے پر بشمول دیگر احادیث اور آثار کے اس اثر سے بھی استدلال کیا ہے۔

[المحلی بالآثار ۳۰/۳]

اور آپ نے اسی کتاب میں ص ۱۸۵ پر علامہ ابن حزم ہی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں صرف ثقہ رواۃ کی روایت سے ہی حجت پکڑی ہے: وليعلم من قرأ كتابنا هذا أننا لم نحتج إلا بخبر صحيح من رواية الثقات. ہماری یہ کتاب پڑھنے والا جان لے کہ ہم نے صرف ثقہ رواۃ کی صحیح روایت سے ہی استدلال کیا ہے۔ (المحلی بالآثار ۲۱/۱، انوار البدر ص ۱۸۵)

معلوم ہوا کہ یہ اثر بھی قابل استدلال ہے، اور سنابلی صاحب کی طرف سے عدیم السند ہونے کی وجہ سے ناقابل استدلال ہونے کا دعویٰ باطل و مردود ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں تحریف

اس عنوان کے تحت سنابلی صاحب نے پہلے ص ۳۱۱ پر ”مصنف ابن ابی شیبہ“ کے حوالہ سے ”حدثنا وكيع، عن موسى بن عمير، عن علقمة بن وائل بن حجر“ کی سند سے حضرت وائل بن حجر کی روایت ”رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.“ (یعنی وائل بن حجر نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا) نقل کی ہے۔ اس کے بعد وائل پر اگر ارف میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اس روایت میں تحت السرة (زیر ناف) کے الفاظ نہیں ہیں، بلکہ حنفیوں نے اپنا مسلک ثابت کرنے کے لئے اس حدیث میں تحریف کر دی ہے اور اپنی طرف سے اس میں تحت السرة (زیر ناف) کا اضافہ کر دیا ہے۔ (انوار البدر ص ۳۱۱)

پھر آگے ص ۳۲۸-۳۶۹-۳۷۹-۳۸۱-۳۸۵ پر بزم خویش مختلف دلائل سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کئے ہیں کہ واقعی اس حدیث میں تحریف کی گئی ہے اور ان کی طرف سے کیا جانے والا دعویٰ بلا دلیل نہیں ہے۔ ذیل میں سنابلی صاحب کی ہر دلیل کے ساتھ مختصر تبصرہ کیا جاتا ہے، جس سے سنابلی صاحب کی طرف سے کیا گیا دعویٰ اور ان کے دلائل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

دلیل اول: سنابلی صاحب نے تحریف کی پہلی دلیل یہ دی ہے کہ: دیگر نسخوں اور دیگر کتابوں میں یہ روایت اسی سند سے ہے؛ لیکن ان میں یہ زیادتی نہیں ہے؟

(انوار البدر ۳۲۸، ۳۶۹)

جواب: سنابلی صاحب! آپ کیا فرمائیں گے ”علی صدرہ“ (سینہ پر ہاتھ باندھنے) والی روایت کے بارے میں جو ابن خزیمہ کے علاوہ سنن کبریٰ، مسند احمد، ابن

ماجد، مسند طرابلسی، بیہقی، نسائی، دارمی وغیرہ میں امام شافعی، قتیبہ بن سعید، یحییٰ بن آدم، ابوعبیدہ بن زکین، کعب بن الجراح، محمد بن یوسف القریانی، عبدالرزاق بن ہمام، حمیدی، سعید بن عبدالرحمن الخزومی، شعبہ، ابوعوانہ، زہیر بن معاویہ، سلام بن سلیم، عتبہ بن سعید، عبدالواحد بن زیاد، خالد بن عبداللہ الواسطی، بشر بن الحفص، زائدہ بن قدامہ، اسحاق بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کیا ہے؛ لیکن مولیٰ بن اسماعیل کے علاوہ کسی نے علی صدرہ (سینہ پر ہاتھ باندھنے) کی زیادتی نہیں کی؟۔

(ملتقى اهل الحديث)

دلیل دوم: سنابلی صاحب نے تحریف کی دوسری دلیل یہ دی ہے کہ: جن نسخوں میں یہ زیادتی ہے، ان کے بارے میں معلوم نہیں، کہ اصل سے ان کا مقابلہ ہوایا نہیں؟ اور ان کے ناقل ثقہ ہیں یا غیر ثقہ؟

(انوار البدر ۳۴۹، ۳۶۵)

جواب: سنابلی صاحب! کیا اصل سے مقابلہ نہ ہونا اتنا بڑا جرم ہے، جس کو تحریف کی دلیل بنالیا جائے، صرف آپ نہیں: بل کہ شاید ہر پڑھا لکھا شخص بھی ہندوستان؛ بل کہ پورے برصغیر کی کتابوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوگا کہ نسخوں کا ذکر، اس کی وضاحت، تعارف یہ سب ماقبل میں نہیں ہوتا تھا، یہ تو صرف چند عشروں سے ایسا ہو رہا ہے، ورنہ مطبع زولکشور، مطبع مصطفائی، مطبع مکتبائی اور دیگر مطابع سے حدیث و فقہ اور دیگر فنون کی ہزاروں کتابیں چھپیں، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان ساری کتابوں میں اور آپ نے اپنی کتاب میں جن کتب کا حوالہ دیا ہے، ان میں سے کتنی کتابوں کے محقق نے وضاحت کی ہے، کہ اس کے فلاں فلاں نسخے فلاں فلاں مقام پر ملے، اور میرا طریقہ تحقیق یہ ہے اور وہ ہے؟۔ اگر اصل سے مقابلہ نہ ہونا اور عدم وضاحت سے ان پر کوئی الزام نہیں آتا تو پھر ”مصنف ابن ابی شیبہ“ کے یہ ناشرین و ناخین کیوں اتنے بڑے مجرم ہو گئے؟ آپ نے اپنی کتاب میں جن کتب کا حوالہ دیا ہے کیا ہر کتاب کے ناخ و ناشر وغیرہ کی ثقاہت مضبوط اور ٹھوس حوالوں سے ثابت کر سکتے ہیں؟

دلیل سوم: سنابلی صاحب نے تحریف کی تیسری دلیل یہ دی ہے کہ: اس حدیث کے فوراً بعد ابراہیم نخعی کا اثر ہے، شاید ناخ نے اسے حدیث مرفوع سمجھ لیا ہو؟

(انوار البدر ص ۳۵۱)

جواب: سنابلی صاحب! کیا صرف ایک احتمال کی وجہ سے کسی ناقل کو تحریف شدہ کہہ کر انکار کیا جاسکتا ہے؟

دلیل چہارم: سنابلی صاحب نے تحریف کی چوتھی دلیل یہ دی ہے کہ: (قاسم بن قطلوبغا متوفی ۸۷۹ھ جیسے عظیم محدث کی نظر پڑنے کے پونے تین سو سال بعد (علامہ حیات سندھی متوفی ۱۱۶۳ھ) جو بقول عبدالرشید نعمانی شیعہ اور بقول حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد تھے [دراسات السلبیہ للنعمانی، اہل حدیث ایک صفاتی نام] اور پونے چار سو سال بعد) علامہ مبارکپوری کو یہ حدیث نہیں مل سکی؟۔

(انوار البدر ص ۳۲۸، تحفۃ الأحمذی ۵/۲)

جواب: سنابلی صاحب! علامہ حیات سندھی اور علامہ مبارکپوری وغیرہ کو ائمہ ثلاثہ کا ”علی الصدر“، یعنی سینہ پر ہاتھ باندھنے والا قول بھی تو نہیں مل سکتا تھا، ورنہ یہ حضرات مسالک کو بیان کرتے وقت ضرور اس کا ذکر کرتے۔ پھر آپ نے کیوں ان کی بات تسلیم نہیں کی اور آگے صفحہ ۴۷۳ پر لکھ مارا کہ: ائمہ ثلاثہ کا ایک ایک قول سینہ پر ہاتھ باندھنے کا بھی ہے۔

اگر علامہ حیات سندھی اور حافظ عبدالرحمن مبارکپوری وغیرہ کی بات قابل التفات ہے، تو حافظ قاسم بن قطلوبغا، شیخ ابوالطیب مدنی سندھی، شیخ قائم سندھی، شیخ ہاشم سندھی اور شیخ عابد سندھی وغیرہ کی خبر کیوں لائق التفات نہیں، جس کی صراحت ”تخریج احادیث الاختیار، شرح ترمذی، فوز الکرام، التعلیق الحسن علی آثار السنن، طوابع الأنوار شرح درمختار، تحفۃ الأحمذی ۵/۲، انوار البدر ص ۳۵۰“ میں موجود ہے۔

دلیل پنجم: سنابلی صاحب نے تحریف کی پانچویں دلیل یہ دی ہے کہ: اکابر علماء احناف علامہ عینی، ابن ہمام، علامہ زبیلی، ابن الترمکانی، علامہ نیوی، علامہ کشمیری وغیرہ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا؟

(انوار البدر ص ۳۲۸)

جواب: محترم سنابلی صاحب! جب احناف دونوں نسخوں کو مانتے ہیں، جس میں ”تحت السرۃ“ کی زیادتی ہے، اسے بھی، اور جس میں نہیں ہے، اسے بھی۔ تو جس کے پاس پہلا نسخہ تھا اس نے زیادتی کا ذکر نہیں کیا۔ کیا اتنی سی بات کی وجہ سے تحریف کا الزام لگایا جاسکتا ہے؟ کیا کسی کتب فکر کے بعض علماء کا کسی حدیث کو ذکر نہ کرنے کی وجہ سے اس حدیث کا محرف، غلط اور بے اصل ہونا لازم آتا ہے؟

اگر ہاں تو پھر پہلے ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے صراحتاً ”علی الصدر“، یعنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قول کی نفی کر دیجئے، اور یہ اقرار کیجئے کہ امام ابوحنیفہ سمیت ائمہ ثلاثہ کا مسلک بھی سینہ پر ہاتھ باندھنے کا نہیں تھا، اس کے بعد یہ اعتراف کیجئے، اس لئے کہ بشمول اکابر غیر مقلدین علامہ حیات سندھی اور علامہ مبارکپوری، دیگر مصنفین کتب اور ائمہ نے ائمہ ثلاثہ کی طرف سینہ پر ہاتھ باندھنے کی نسبت نہیں کی ہے۔ اگر ائمہ ثلاثہ کا کوئی قول سینہ پر ہاتھ باندھنے کا بھی ہوتا

تو وہ حضرات ضرور نقل کرتے۔

سنابلی صاحب! کیسے آپ نے یہ دعویٰ کر دیا کہ احناف کے پاس اس موقف پر کوئی ایک بھی صحیح صریح مرفوع مسند روایت ذخیرہ حدیث میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ جب کہ آپ کے شیخ حیات سندھی (اہل حدیث ایک صفاتی نام ص ۱۲۸)، جن کی عبارت پر آپ کی پوری بحث کا مدار ہے، وہ اپنے رسالہ میں جو شیخ عابد سندھی کے رد میں ہے، کہتے ہیں: لیس غرضی انہم لیس لہم دلیل قوی مثبت لمدعائہم بل لہم دلیل قوی ثبت عندہم ولم یصل الینا ولا یلزم من عدم الوصول عدم عندہم۔ یعنی میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ احناف کے پاس اپنے موقف ناف کے نیچے باندھنے پر کوئی قوی دلیل نہیں ہے؛ بل کہ ان کے پاس اپنے موقف کے ثبوت پر قوی دلیل ہے؛ لیکن وہ ہم تک نہیں پہنچی، اور ہم تک اس مضبوط دلیل کے نہ پہنچنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تک بھی نہ پہنچی ہو۔

”درۃ فی اظہار غش نقد الصرۃ“ میں لکھتے ہیں: لایلزم من ضعف هذا الدلیل ضعف قول الامام لانه ما قاله الا عن دلیل ثبت عندہ وان خفی علینا ذلک۔ یعنی (عابد سندھی کے رسالہ میں ذکر کردہ) دلیل کے کمزور ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ امام ابو حنیفہ کا قول کمزور ہو، اس لئے کہ انہوں نے یہ بات دلیل کے بغیر نہیں کہی ہوگی، اگرچہ وہ دلیل ہم پر پوشیدہ ہو۔

سنابلی صاحب! احناف پر تحریف جیسے گھناؤنے جرم کا الزام لگانے سے پہلے آپ نے یہ نہیں سوچا کہ ”سینہ پر“ یا ”ناف کے نیچے“ ہاتھ باندھنے کا مسئلہ احناف کے یہاں صرف رائج مرجوح، افضل مفضول اور استحباب و عدم استحباب کا ہے، اور نماز بہر صورت ہو جاتی ہے؟ اور راجحیت و افضلیت کو ثابت کرنے کے لئے کوئی حدیث رسول میں تحریف جیسا گھناؤنے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا؟۔

آپ احناف کو محرف، خائن، ہٹ دھرم وغیرہ ثابت کرنے اور لوگوں کو مسلک احناف سے برگشتہ کرنے کے لئے ۳۱۰ سے ۳۶۸ تک مکمل ۵۸ صفحات سیاہ کر ڈالے ہیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے، لیکن آپ نے یہ نہیں سوچا کہ اگر مسئلہ حلال و حرام، جائز ناجائز وغیرہ کا ہوتا، تو شاید..... شاید..... شاید کوئی احناف پر آپ کے اس الزام؛ بل کہ بہتان پر کان دھرتا؛ لیکن.....۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ”مصنف ابن ابی شیبہ“ کے بعض نسخوں میں ”تحت السرة“ (ناف کے نیچے) کے الفاظ نہ ہونے کی وجہ سے صراحتاً تحریف کہہ کر انکار کر دینا صحیح نہیں، خصوصاً ایسے وقت جب حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو جہلہ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم کی روایات و آثار اس کے مؤید ہوں، اور صحابہ کرام و تابعین عظام کا اس کے مطابق عمل بھی ہو، تاہم بالکل یہ صرف اسی پر اعتماد کر لینا بھی راقم کی نظر میں صحیح نہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب) **تنبیہ:** غالباً سنابلی صاحب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اثر نقل نہیں کیا ہے۔

باب سوم: اقوال اہل علم

باب سوم: اقوال اہل علم

تابعین کے اقوال

(امام ابو حنیفہ سے عداوت)

سنابلی صاحب ”باب سوم“ [اقوال اہل علم] صفحہ ۳۷۵/۵ میں ”تابعین کے اقوال“ کے تحت لکھتے ہیں کہ: لطف کی بات تو یہ ہے کہ یہ (احناف، ناقل) لوگ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو تابعی کہتے ہیں (جو غلط ہے).....۔

جواب: سنابلی صاحب! آپ کا یہ دعویٰ بھی پہلے دعویٰ کی طرح جھوٹ، خیانت، دھوکہ فراڈ، بہتان، تعصب اور امام ابو حنیفہ سے عداوت و بدظنی پر مبنی ہے؛ اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ ہجری میں کوفہ میں اس وقت پیدا ہوئے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک سے جن لوگوں کی آنکھیں روشن ہوئی تھیں، ان میں سے چند بزرگ مثلاً انس بن مالک متوفی ۹۱-۹۳ھ، عبداللہ بن ثعلبہ متوفی ۸۹ھ، سہل بن سعد متوفی ۸۸-۹۱ھ، واثلہ بن اسقع متوفی ۸۵-۸۶ھ، ابوامامہ بابلی متوفی ۸۶ھ، عبداللہ بن ابی اوفی متوفی ۸۷-۸۸ھ، عبداللہ بن الحارث متوفی ۸۵-۸۶ھ، سعد بن سہل متوفی ۱۰۱ھ وغیرہ چھبیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے، جن میں سے بعض کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے؛ اسی وجہ سے اکثر محدثین مؤرخین مثلاً حافظ ذہبی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، علامہ سیوطی، خطیب بغدادی، ابن الجوزی، علامہ ابن عبد البر، علامہ ابن سعد، امام نووی، حافظ عراقی، دارقطنی، علامہ ابن حجر مکی، ملا علی قاری، علامہ قسطلانی اور محمد ابن اسحاق وغیرہ نے صراحتاً آپ کی روایت کا اقرار کیا ہے: آپ کی تسکین کی خاطر چند عبارتیں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

”تہذیب التہذیب“ ۴۳۹/۱۰ میں ہے: ۸۱۔ [ت، س] النعمان بن ثابت التیمی ابو حنیفة الکوفی ... رأى انسا۔ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ ”فتاویٰ ابن حجر“ میں ہے: انه ادرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة۔ امام ابوحنیفہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو کوفہ میں پایا (بحوالہ التعليق الممجد ۱۲۳/۱)۔ ”تاریخ بغداد“ ۴۳۲/۱۵ نمبر ۲۳۹/۷ میں ہے: النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی امام اصحاب الراى و فقيه اهل العراق رأى انس بن مالک۔ اصحاب الراى کے امام اور عراق والوں کے فقیہ ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا۔ ”طبقات الحفاظ للسيوطی“ ۸۰/۱۵۶ نمبر ۱۵۶/۱ میں ہے: ابو حنیفة النعمان بن ثابت التیمی الکوفی، فقيه اهل العراق و امام اصحاب الراى و قيل انه من ابناء فارس، رأى انسا۔ اصحاب الراى کے امام اور عراق والوں کے فقیہ ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا۔ ”الکاشف“ ۳۲۲/۲۲ نمبر ۲۲۲/۲۲ میں ہے: النعمان بن ثابت بن زوطا الامام ابو حنیفة فقيه العراق ... رأى انسا [ت، س]۔ عراق کے فقیہ ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا۔ ”سیر اعلام النبلاء“ ۳۹۰/۲ نمبر ۱۶۳/۱ میں ہے: [ت، س] الامام، فقيه الملة، عالم العراق، ابو حنیفة النعمان بن ثابت بن زوطی التیمی الکوفی ولد سنة ثمانين في حياة صغار الصحابة و رأى انس بن مالک لما قدم عليهم الكوفة۔ ملت کے فقیہ، عراق کے عالم، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت صغار صحابہ کی زندگی میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے، اور حضرت انس بن مالک کو دیکھا جب وہ کوفہ آئے۔ ”تاریخ الاسلام“ ۳۰۶/۹ میں ہے: الامام العلم أبو حنیفة الکوفی الفقيه ... ولد سنة ثمانين و رأى انس بن مالک غير مرة بالكوفة اذ قد مها انس۔ امام ابوحنیفہ کو فقیہ ... ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت انس بن مالک کی آمد پر کوفہ میں ایک سے زائد بار زیارت کئے۔ ”مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبيه“ ۱۲۶/۱ میں ہے: ولد رضى الله عنه وارضاه ... في سنة ثمانين في خلافة عبد الملك بن مروان بالكوفة و ذلك في حياة جماعة من الصحابة رضى الله عنهم و كان من التابعين لهم ان شاء الله باحسان فانه صح انه رأى انس بن مالک اذ قد مها انس رضى الله عنه۔ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وارضاه ۸۰ ہجری میں عبد الملك بن مروان کے دور خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے، اس وقت صحابہ کرام کی ایک جماعت باحیث تھی، اور ان شاء اللہ تاجعین میں سے ہیں، اس لئے کہ صحیح طور پر یہ ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا جب وہ کوفہ آئے۔ ”جامع بيان العلم وفضله“ ۲۰۳/۱۲ نمبر ۳۲۱/۳ میں ہے: قال أبو عمر: ذكر محمد بن سعد كاتب الواقدي أن أباحنیفة رأى انس بن مالک و عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي۔ ابو عمر علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ: الواقدي کے کاتب محمد بن سعد نے ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور عبد اللہ بن الحارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ ”تہذیب الکمال“ ۲۱۸/۲۹ میں ہے: [ت، س] النعمان بن ثابت التیمی ابو حنیفة الکوفی ... فقيه اهل العراق و امام اصحاب الراى ... رأى انس بن مالک۔ اصحاب الراى کے امام اور عراق والوں کے فقیہ ابوحنیفہ نے ... حضرت انس بن مالک کو دیکھا۔ ”الفهرست لابن ندیم“ میں ہے: أبو حنیفة النعمان بن ثابت ... و كان من التابعين لقي من عدة من الصحابة۔ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ... تابعین میں سے ہیں، چند صحابہ کرام سے آپ نے ملاقات کی (المقالة السادسة ۲۵۱/۱)۔ ”العلل المتناهية في الأحاديث الواهية“ ۱۲۸/۱۹ نمبر ۱۹۶/۱ میں ہے: قال الدارقطني أبو حنیفة لم يسمع من أحد من الصحابة، انما رأى انس بن مالک بعينه۔ دارقطنی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے صحابہ کرام سے کچھ نہیں سنا، حضرت انس بن مالک کی زیارت کی۔ ”معاني الأخيار“ ۱۲۲/۳ میں ہے: كان أبو حنیفة رضى الله عنه من سادات التابعين، رأى انس بن مالک۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سادات تابعین میں سے ہیں، حضرت انس بن مالک کی زیارت کی۔ ”مرآة الجنان و عبرة اليقظان“ ۲۳۲/۱ میں ہے: الامام أبو حنیفة النعمان بن ثابت الکوفی مولده سنة ثمانين رأى أنسا۔ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو فقیہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت انس بن مالک کی زیارت کی۔ ”منازل الائمة الاربعة“ ۱۶۸/۱ میں ہے: قد كان في ايام ابی حنیفة اربعة من الصحابة انس بن مالک، عبد الله بن ابی اوفى الانصاري، ابو الطفيل عامر بن وائلة، و سهل بن سعد الساعدي و جماعة من التابعين كالشعبي و النخعي و علي بن الحسين و لم يأخذ ابو حنیفة عنهم ... و رأى انس بن مالک سنة خمس و تسعين و سمع منه۔ امام ابوحنیفہ کے زمانہ میں چار صحابہ حضرت انس بن مالک، عبد اللہ بن ابی اوفی انصاری، ابو الطفیل عامر بن وائلہ، سهل بن سعد ساعدي اور تابعین کی ایک جماعت مثلاً امام شعبی، نجی اور علی بن حسین موجود تھی، ان سے امام نے کچھ علم حاصل نہیں کیا۔ ... ۹۵ ہجری میں حضرت انس بن مالک کی زیارت سے فیضیاب ہوئے اور ان سے (حدیث) سنی۔ ”البدایة و النہایة“ ۱۱۴/۱۰ میں ہے: الامام ابو حنیفة و اسمه النعمان بن ثابت التیمی مولا هم الکوفی ... لانه ادرك عصر الصحابة و رأى انس بن مالک و قيل و غيره۔ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے صحابہ کا زمانہ پایا اور حضرت انس بن مالک کو اور بعض لوگوں کے قول کے مطابق ان کے علاوہ دیگر صحابہ کو بھی دیکھا۔ ”الضوء الامع المبين عن مناهج المحدثين“ ۲۳۹/۱ میں ہے: لقي الامام

انسا غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ وکان ابو حنیفۃ اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان . امام ابو حنیفہ نے ایک سے زائد مرتبہ حضرت انس سے ملاقات کی، جب وہ کوفہ آئے..... ”شذرات الذہب“ ۲/۲۹۹ میں ہے: الامام ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی رأى انسا وغيره . امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی نے... حضرت انس وغیرہ کو دیکھا۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں: قد اورد ابن سعد بسند لا بأس به أن أبا حنیفۃ رأى أنسا وکان غیر ہذین (أنس وعبدالله بن ابی أوفی) احياء فی البلاد . ابن سعد نے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ حضرت انس کو دیکھا، ان کے علاوہ دیگر صحابہ بھی دوسرے شہروں میں حیات تھے (الحطه فی ذکر الصحاح الستہ ۱/۷۵)۔ علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی اپنی کتاب ”طبقات الفقہاء“ میں کوفہ کے تابعین فقہاء میں حضرت علقمہ بن قیس، اسود بن یزید بن قیس النخعی، مسروق بن الاعدع، عبیدہ بن عمرو السلمانی، شریح بن الحارث القاضی، حارث الاعور، امام شعی، حکم بن عتیہ، سعید بن جبیر، ابراہیم بن یزید، الحارث بن یزید، العکلی، حماد بن ابی سلیمان، حبیب بن ابی ثابت، عبد اللہ بن شمرہ، محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، سفیان بن سعید بن مسروق ثوری، الحسن بن صالح بن جی، شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک النخعی کے ساتھ امام ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قد کان فی ایامہ أربعۃ من الصحابة انس بن مالک، عبدالله بن أبی أوفی الانصاری، وأبو الطفیل عامر بن واثلہ، وسهل بن سعد الساعدي وجماعة من التابعین کالشعبي والنخعي وعلی بن الحسین وغیرہم . امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں چار صحابہ حضرت انس بن مالک، عبد اللہ بن ابی اونی انصاری، ابو الطفیل عامر بن واثلہ، بہل بن سعد ساعدی اور تابعین کی ایک جماعت مثلاً امام شعی، نخعی اور علی بن حسین وغیرہ موجود تھی۔

(۸۶/۱ ذکر فقہاء التابعین بالکوفۃ)

تمام عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ اور جمہور محدثین کے نزدیک تابعیت کے لئے صرف صحابی کو دیکھ لینا یا اس سے ملاقات کر لینا کافی ہے، خواہ اس کی صحبت اور اس کے علم سے فیضیاب ہوا ہو یا نہ۔ (مزید تفصیل اور حوالہ جات راقم کی کتاب ”امام ابو حنیفہ بحیثیت محدث، فقیہ اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات“ میں)

سنابلی صاحب! مذکورہ ائمہ کی عبارات بار بار پڑھئے، پھر بتائیے کہ امام ابو حنیفہ کو تابعی تھے یا نہیں؟ مذکورہ ائمہ نے صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک کی روایت کا صریحاً اقرار کیا ہے یا نہیں؟ مذکورہ محدثین میں سے کتنے حنفی ہیں؟ کیا علامہ ابن حجر عسقلانی، ابن حجر مکی، خطیب بغدادی، علامہ سیوطی، حافظ ذہبی، علامہ ابن عبد البر، علامہ مزی، دارقطنی، ابواسحاق شیرازی، علامہ نووی، علامہ عراقی اور علامہ سخاوی وغیرہ حنفی تھے؟ آپ کے حافظہ زیر علی زنی تو فرماتے ہیں کہ: یہ سب اہل حدیث [غیر مقلد] تھے۔

(اہل حدیث ایک صفائی نام، حافظہ زیر علی زنی)

آپ نے کیسے کہہ دیا کہ امام ابو حنیفہ کو تابعی کہنے والے حنفی ہیں۔ اور تابعی کہنا غلط ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اب آپ نے اپنے دین و اسلام کی طرح اپنی اصطلاح بھی بدل لی؟ اور صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح کہنے لگے؟ خرد کا نام جنوں اور جنوں کا نام خرد رکھ دینا آپ کی حسن کرشمہ سازی ہوگئی؟

سنابلی صاحب! واقعی آپ نے اپنی پوری کتاب میں علمی، دیانت داری، محدثین کے اصول و معارف سے استفادہ کا جو سلیقہ سیکھا اور اپنایا ہے، اور اس کی روشنی میں مزاج اہل حدیث کی نمائندگی کرتے ہوئے حقیقی و اصلی تحقیق سے لوگوں کی علمی تشنگی کو دور کیا ہے، قارئین اس پر داد تحسین دے رہے ہوں گے۔ اور کیوں نہ ہو، جب کہ آپ کی اس کتاب پر عبد المعید مدنی، رضا اللہ عبد الکریم مدنی، محفوظ الرحمن فیضی، عبد السلام سلفی، ابوالمیزان اور ابو یزید ضمیر جیسے مفکر، مناظر، استاذ حدیث، امیر اور قلم کاروں نے تقریظ نگاری اور شیخ ارشاد الحق اثری جیسے محقق اور مجتہد نے مقدمہ نگاری کی ہے۔

تابعی ابو مجلز رحمہ اللہ کا قول

حدثنا یزید بن ہارون، قال: اخبرنا الحجاج بن حسان قال: سمعت أبا مجلز، أو سألته، قال: قلت: كيف أصنع؟ قال: يضع

باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله، ويجعلهما أسفل من السرة.

حجاج بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز سے سنایا ان سے پوچھا: میں کیسے کروں؟ تو انہوں نے کہا: آدمی اپنے دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہتھیلی کے اوپر رکھے اور اسے ناف کے نیچے رکھے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ. سلفیہ: ۳۹۰/۱، انوار البدر ص ۳۷۱]

سنابلی صاحب اس روایت کو نقل کرنے کے بعد دو طریقے لکھتے ہیں کہ: خود ابو مجلز سے بھی ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی بات منقول ہے چنانچہ امام بیہقی تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کا قول نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: کذلک قالہ ابو مجلز لاحق بن حمید وأصح أثر روی هذا الباب أثر سعيد بن جبیر وأبي مجلز.

اور اسی طرح ابو بکر لاحق بن حمید نے کہا ہے اور اس بارے میں سب سے صحیح سعید بن جبیر اور ابو بکر کا قول ہے۔

(السنن الكبرى للبيهقي ۴/۲ بحوالہ انوار البدر ص ۳۷۱)

جواب: سنابلی صاحب! امام تہمتی نے کوئی سند نقل کی ہے؟ وہ بھی لکھ دیجئے۔ اور یہ بھی بتا دیجئے کہ جب حضرت ابو بکر رحمہ اللہ کا ایک قول ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کا تھا تو محدثین اور فقہاء نے اسے نقل کیوں نہیں کیا؟ بلکہ آپ کے وہی علامہ حیات سندھی۔ جن کے حوالہ سے آپ نے احناف پر تحریف کا الزام لگایا ہے۔ فرماتے ہیں: مذہب اُبی مجلز هو الوضع أسفل السرة یعنی حضرت ابو بکر کا مذہب ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کا ہے۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ آگے: ”وجاء ذلك عنه بسند جيد“ کہہ کر اس کی مضبوطی کو بھی بتا دیا۔

کیوں سنابلی صاحب! آپ کے علامہ حیات سندھی جس کی سند کو ”سند جيد“ کہیں اسے مانا جائے گا یا کسی ایسی بات کو جس کی سند ہی مذکور نہ ہو؟ اور اگر بقول شامی ”فوق السرة“ والی بات تسلیم ہی کر لیجائے تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ ناف کے نیچے اور اوپر میں کوئی زیادہ فرق نہیں، جس کی وجہ سے ناقلین نے ناف سے نیچے کو ناف سے اوپر محمول کر لیا؟ کیا ایک یا سنداثر کو بغیر کسی معقول وجہ کے صرف احتمال سے ترک کیا جاسکتا ہے؟۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رحمہ اللہ کا مسلک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہی تھا، اور یہ اثر حضرت وائل بن حجر، حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات کا مؤید بھی ہے۔ اور سنابلی صاحب کا ”فوق السرة“ (ناف سے اوپر) والی روایت کی طرف اشارہ کر کے ”تحت السرة“ (ناف کے نیچے) والی روایت کا انکار کر دینا صحیح نہیں، خصوصاً ایسے وقت جب کہ دوسرے حضرات حضرت ابو بکر رحمہ اللہ کا مسلک ناف کے نیچے ہی بتاتے ہوں۔

تنبیہ: غالباً سنابلی صاحب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اثر نقل نہیں کیا ہے۔

تابعی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول

حدثنا وكيع، عن ربيع، عن أبي معشر، عن ابراهيم، قال: يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: آدمی نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے۔

(مصحف ابن أبي شيبة. سلفية: ۳۹۰/۱ وأخرجه محمد بن الحسن الشيباني في الآثار: ۳۲۲/۱ من طريق ربيع بن صبيح به، انوار البدر ص ۳۷۲)

سنابلی صاحب ص ۳۷۲ پر اس اثر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: یہ ابراہیم نخعی سے ثابت ہی نہیں کیوں کہ اس کی سند میں ربیع بن صبیح سے بعض نے اسے ثقہ کہا ہے لیکن بعض نے اس پر جرح بھی کی ہے۔ آگے صفحہ ۳۷۴ پر لکھتے ہیں کہ: ابراہیم نخعی سے مروی کسی بھی قول کی سند صحیح نہیں ہے۔

جواب: سنابلی صاحب! بعض کے جرح کر دینے سے یہ روایت غیر ثابت اور ردی کی ٹوکری میں چلی گئی؟۔ [ضعیف ہے، یہ حدیث میں اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں، غلطی کرتے تھے اور محدثین ان کی حدیث میں اختلاف کرتے تھے، ضعیف کہا جاتا ہے، بہت زیادہ غلطیاں کرتے ہیں، غلطی کرتے تھے، بعض چیزوں میں غلطی کرتے ہیں، منکر ہیں اور ثقہ سے مناکیر بیان کرتے ہیں، سچے اور زیادہ غلطیاں کرنے والے ہیں، جمہور نے تضعیف کی ہے، سچے اور بے حافظ والے ہیں، جیسے] جرح کے الفاظ منقول ہونے کے باوجود، سینہ پر ہاتھ باندھنے والی مول بن اسماعیل کی حدیث ضعیف نہیں ہوئی؛ بلکہ بلا شک و شبہ صحیح اور ثابت ہی رہی (انوار البدر ص ۱۴۳-۱۴۱)۔ لیکن ربیع بن صبیح کے بارے میں ”کان ضعيفا في الحديث“ (یہ حدیث میں ضعیف تھا) ”ضعيف جدا“ (تخت ضعیف ہے)، منقول ہونے کی وجہ سے حضرت ابراہیم نخعی کا یہ اثر ایسا غیر ثابت اور ناقابل استدلال ہو گیا؟ ائمہ اسماء الرجال کی بنی بن معین، امام احمد، امام ابو زرعہ، امام شعبہ اور علامہ ذہبی کے قول ”ثقة، لا بأس به، شيخ صالح صدوق، من سادات المسلمين، العابد الامام كبير الشأن، للربيع احاديث صالحة مستقيمة، أرجو أنه لا بأس به وبرواياته“ کی کوئی حیثیت ہی نہیں؟

(سير أعلام النبلاء ۶/۲۵۷ نمبر ۱۰۸۸ الطبقة السادسة من التابعين، الجرح والتعديل ۳/۲۶۵ نمبر ۲۰۸۴، الكامل لابن عدي ۴/۳۸ نمبر ۶۵۲)

آخر یہ دو الگ الگ بیان کیوں؟ کیا صرف اس لئے کہ وہ حدیث آپ کی مستدل تھی اور یہ احناف کی؟۔

(سنابلی صاحب کی خود غرضی)

سنابلی صاحب ص ۳۷۳ پر لکھتے ہیں کہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے تحت السرة کی بات ثابت نہیں ہے اسی لئے امام ابن عبد البر نے کہا:

وروي ذلك عن علي وأبي هريرة والنخعي ولا يثبت ذلك عنهم.

اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی بات علی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اور ابراہیم نخعی سے منقول ہے لیکن یہ بات ان لوگوں سے ثابت نہیں ہے۔ [التمہید لما فی

جواب: سنابلی صاحب! ذرا نظر اٹھا کر اسی سطر کے اوپر والی سطر دیکھئے، یہی امام ابن عبد البر کہتے ہیں کہ: وقال الثوري وابو حنيفة واسحاق اسفل السرة. امام سفیان ثوری، ابو حنیفہ اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے۔

آپ نے کیوں ص ۱۶۸-۱۶۹ پر لکھ دیا کہ سفیان ثوری کا مسلک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا نہیں ہے، اور ان کی طرف اس کی نسبت کرنا جھوٹ، من گھڑت اور بہتان ہے۔ کیا وہاں امام ابن عبد البر صراحتاً سفیان ثوری کا مسلک ناف کے نیچے نہیں بتا رہے ہیں؟ یا بر بنائے تعصب و عناد یہ عبارت نظر ہی نہیں آئی؟ یا آئی لیکن یہود بے بہود کی طرح

میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو؟

سنابلی صاحب! وہاں تو آپ نے سفیان ثوری کی طرف تحت السرة کی نسبت کرنے والوں کی بات کو جھوٹ، من گھڑت اور بہتان قرار دیا تھا؛ اب ذرا امام ابن عبد البر کے بارے میں بھی اپنا قول فیصل سنا دیجئے؟ اس لئے کہ وہی جرم ابن عبد البر بھی یہاں کر رہے ہیں اور سفیان ثوری کی طرف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی نسبت کر رہے ہیں۔

اور ہاں اپنا فیصلہ سنانے کے بعد یہ بھی ضرور بتا دیجئے گا کہ کیا آپ کے دھرم میں جھوٹے، باتیں گھڑنے والے اور بہتان لگانے والے کی بات بھی حجت اور قابل استدلال ہوتی ہے؟۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت ابراہیم خلی رحمہ اللہ کا مسلک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہی تھا، اور یہ اثر حضرت وائل بن حجر، حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات کا مؤید بھی ہے۔ اور سنابلی صاحب کا ربیع بن صلیح پر معمولی جرح کی وجہ سے اس اثر کی صحت کا انکار کر دینا صحیح نہیں۔
تنبیہ: غالباً سنابلی صاحب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اثر نقل نہیں کیا ہے۔

أئمة اربعة کے اقوال

(ائمة ثلاثة کی طرف غلط اور جھوٹی نسبت)

اس عنوان کے تحت سنابلی صاحب ص ۳۷۴ پر لکھتے ہیں کہ: تینوں ائمہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس بارے میں مختلف اقوال مروی ہیں جن میں سے ایک قول سینے پر ہاتھ باندھنا بھی ہے۔

جواب: سنابلی صاحب! کس کتاب میں ان ائمہ کے یہ اقوال مروی ہیں، ذرا ان کا حوالہ تو دیتے؟ کیسے آپ نے یہ دعویٰ کر دیا کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا ایک قول سینے پر ہاتھ باندھنے کا بھی ہے؟ کیا شوافع کی کتابوں میں سے

(۱) مختصر المزنی ۱۰۷/۸

(۲) اللباب فی الفقہ الشافعی ۱۰۱/۱

(۳) الاقناع للماوردی ۳۸/۱

(۴) الحاوی الكبير ۱۰۰/۲

(۵) التنبیہ فی الفقہ الشافعی ۳۰/۱

(۶) المہذب فی فقہ الامام الشافعی للشیرازی ۱۳۶/۱

(۷) نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب ۱۳۶/۲

(۸) الوسیط فی المذہب ۱۰۰/۲

(۹) حلۃ العلماء فی معرفۃ مذاہب الفقہاء ۸۲/۲

(۱۰) البیان فی مذهب الامام الشافعی ۱۷۵/۲

(۱۱) المجموع شرح المہذب ۳۱۳/۳

(۱۲) روضۃ الطالبین وعمدة المفتین ۲۳۲/۱

»نابلہ کی کتابوں میں سے

(۱) شرح أخصر المختصرات [باب صفة الصلاة] ۳/۷.

(۲) شرح زاد المستقنع للحمد ۲۸/۵.

(۳) الکافی فی فقہ الامام أحمد ۲۳۴/۱.

(۴) المغنی لابن قدامہ ۳۴۱/۱.

(۵) عمدة الفقه ۲۳/۱.

(۶) العدة شرح العمدة ۷۷/۱.

(۷) المحرر فی الفقہ علی مذهب الامام احمد بن حنبل ۵۳/۱.

(۸) الفروع وتصحيح الفروع ۱۶۸/۲.

(۹) شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی ۵۴۲/۱ نمبر ۴۵۸.

(۱۰) المبدع فی شرح المقنع ۳۸۱/۱.

(۱۱) الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف للمرداوی ۴۶/۲.

(۱۲) الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبل ۱۱۴/۱.

(۱۳) الأوسط فی السنن والایمان والاختلاف ۹۳/۳ نمبر ۱۲۸۹.

فقہ مالکی کی کتابوں میں سے:

(۱) المدونة ۱۶۹/۱.

(۲) البیان والتحصيل ۳۹۵/۱.

(۳) جامع الامہات ۹۴/۱.

(۴) ارشاد السالک ۱۷/۱.

(۵) القوانين الفقهية ۴۳/۱.

وغیرہ آپ کی نظر سے نہیں گذری؟ کیا ان کتابوں میں سے کسی کتاب میں آپ اپنا دعویٰ دکھا سکتے ہیں؟ آخر ان کتابوں میں ان ائمہ کا وہ قول کیوں نقل نہیں کیا گیا؟ جب کہ یہ کتابیں انہیں کے فقہی مسائل و مسائل پر لکھی گئی ہیں؟ سنابلی صاحب! آپ نے ص ۲۳۴ اور آپ کے تقریظ نگار ابو زید ضمیر صاحب نے ص ۵۲ پر لکھا ہے کہ (فوق السرة) ”ناف سے اوپر“ کا مطلب ہے سینہ پر ہاتھ باندھنا۔ اس سلسلہ میں مولانا تھانوی کی عبارت کے علاوہ قرآن و حدیث سے کوئی صریح دلیل بھی آپ کے پاس ہے؟ جب امام احمد کا ایک قول سینہ پر ہاتھ باندھنے کا تھا ہے، تو انہوں نے اس کو کمر وہ کیوں قرار دیا؟ ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے چلیں کہ جب ان ائمہ سے ایک قول سینہ پر ہاتھ باندھنے کا بھی ہے، تو آپ کے علامہ حیات سندھی اور علامہ مبارکپوری نے اقوال شمار کرتے ہوئے اس قول کو (جو کہ ان حضرات اور آپ کے مطلب کا بھی تھا) کیوں نظر انداز کر دیا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس وقت ان ائمہ کا یہ قول ان سے ثابت ہی نہیں تھا؛ بلکہ جب آپ کتاب لکھنا شروع کئے اس وقت ان کا ایک قول یہ بھی ہو گیا؟ کیا کسی ایک کتاب یا دوسرے مسلک کی کتاب کی عبارت دیکھ کر فیصلہ کر دیا جاتا ہے؟ (دیکھئے: فتح الغفور، تحفة الاحوذی ۷۲/۷)

واضح رہے کہ ”المخلاصة ۸/۷“ کی عبارت يجوز قبضهما علی الصدر فی النفل“ اور اسی طرح ”شرح مختصر التبریزی“ اور ”ہدایہ“ وغیرہ کی عبارت مرجوح، اکثر کتابوں کے خلاف اور دوسرے مسلک کی ہونے کی بنا پر غیر مقلدین کے لئے چنداں مفید نہیں، خصوصاً ایسے وقت جب کہ اس مذہب کے متبعین اس کا انکار کرتے ہوں یا سینہ پر باندھنے کے علاوہ دوسری صورت کو رائج اور صحیح کہتے ہوں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل میں سے کوئی بھی امام سینہ پر ہاتھ باندھنے کا قائل نہیں اور نہ ہی کسی کا یہ مسلک ہے؛ بلکہ بقول علامہ عبد الرحمن مبارکپوری:

(۱) امام ابو حنیفہ کا مسلک ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے۔

(۲) امام مالک سے تین روایتیں ہیں، ایک ارسال یعنی ہاتھ چھوڑ دیا جائے، دوسری سینہ کے نیچے ناف کے اوپر، تیسری تخییر یعنی چاہے باندھے چاہے چھوڑ دے۔

(۳) امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی تین روایتیں ہیں، ایک سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر، دوسری ناف کے نیچے، تیسری سینہ پر۔

(۴) امام احمد بن حنبل سے بھی تین روایات ہیں، ایک ناف سے نیچے، دوسری (ناف سے اوپر) سینہ سے نیچے، تیسری دونوں میں اختیار کی ہے، یعنی چاہے تو ناف سے اوپر رکھے اور چاہے تو ناف سے نیچے۔

(تحفة الأوحى ۴/۲ ۷ نمبر ۲۵۲)

لہذا سنابلی صاحب کا ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کی طرف ”علی الصدر“ (سینہ پر) کی روایت منسوب کرنا نہ صرف جھوٹ؛ بلکہ سنابلی صاحب کی زبان میں بہتان ہے۔

تنبیہ: مبارکپوری صاحب نے امام شافعی رحمہ اللہ سے ”سینہ پر“ ہاتھ باندھنے والی جو روایت نقل کی ہے وہ احناف کی کتاب ”ہدایہ“ ہی کے حوالہ سے نقل کی ہے، اس کا جواب گزر چکا ہے کہ وہ اکثر کتب شوافع کے خلاف اور دوسرے مسلک کی ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے، الایہ کہ یہ کہا جائے کہ یہاں بھی ”علی الصدر“ (سینہ پر) سے ”تحت الصدر“ (سینہ کے نیچے) مراد ہے۔

(صحابہ کی طرف غلط نسبت)

سنابلی صاحب باب سوم [اقوال اہل علم] ص ۳۸۰ پر لکھتے ہیں کہ: یہ بات غلط ہے کہ اہل علم میں سے یہ (یعنی سینہ کے اوپر ہاتھ باندھنا) کسی کا قول نہیں۔ بلکہ یہ (سینہ کے اوپر ہاتھ باندھنے کا) قول تو صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

جواب: سنابلی صاحب! کس صحابی سے ثابت ہے، ذرا ان کی نشاندہی تو کیجئے؟ آپ کے شیخ ارشاد الحق اثری صاحب نے تو امام ترمذی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: صحابہ اور تابعین میں سے کچھ لوگ ناف کے اوپر اور کچھ لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے تھے، سینہ کے اوپر کوئی نہیں باندھتا تھا (دیکھئے اپنی کتاب کا مقدمہ ص ۳۰)۔ آخر امام ترمذی نے کیوں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا کسی کا قول نقل نہیں کیا؟ یا اب امام ترمذی بھی آپ کی طرح متعصب ہو گئے؟ بصورت تسلیم اگر انہوں نے بر بنائے تعصب کسی کا قول سینہ پر ہاتھ باندھنے کا نقل نہیں کیا، تو آپ کے شارح ترمذی علامہ عبدالرحمن مبارکپوری، مقدمہ نگار علامہ ارشاد الحق اثری؛ بلکہ پوری البانی اور شوکانی پارٹی نے کیوں امام ترمذی کی اس عبارت پر کبیر نہیں کیا؟

رہ گئی آپ کی یہ لہجہ ترائی کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ﴿فصل لربک وانحر﴾ کی تفسیر سینے پر ہاتھ باندھنے سے کی ہے، تو اس کا جواب گزر چکا ہے، آپ دوبارہ دیکھ لیں۔

باب چہارم: عقلی دلائل

سنابلی صاحب ص ۳۸۵ پر لکھتے ہیں کہ: احناف نے عقلی دلائل میں یہ بھی کہا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا تواضع اور تعظیم کی علامت ہے۔

پھر اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: پوری دنیا میں کہیں بھی اس ہیئت کو تعظیم کی علامت نہیں کہا جاتا۔

جواب: سنابلی صاحب! پوری دنیا میں اسے تعظیم کی علامت کہا جاتا ہو یا نہ کہا جاتا ہو، اس سے آپ کو کیا سروکار؟ امام اسحاق بن راہویہ کی دنیا میں تو تعظیم کہا جاتا ہے نا؟ جن کی طرف غلط نسبت کر کے آپ اور آپ کی پوری پارٹی اپنے مسلک کو تقویت دینے پر تلی ہوئی ہے، جس کی حقیقت ص..... پر بیان کی جا چکی ہے۔

(سنابلی صاحب کی دھاندلی)

قارئین کرام! سنابلی صاحب کی پیش نظر کتاب ۲۰۱۲ء میں منظر عام پر آئی ہے، اس کتاب میں موصوف نے ایک دو جگہ نہیں بلکہ ص ۲۲-۶۸-۷۱-۷۵۔

۱۲۱-۱۲۹-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۹۵-۱۹۶-۲۱ اور ۲۱ پر اپنی ایک دوسری کتاب ”یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ“ کا حوالہ دیا ہے؛ لیکن تادم تحریر (اپریل ۲۰۱۵ء) سنابلی صاحب کی یہ کتاب منظر عام پر نہیں آئی، اس کا اقرار خود سنابلی صاحب نے فون پر کیا ہے، جس کی کال ریکارڈنگ راقم کے پاس ۲۷/۴/۲۰۱۵ء بمطابق ۱۴/ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ ہجری آئی ہے، اور فی الحال موجود ہے۔

عرض یہ کرنا ہے کہ جو کتاب ابھی منظر عام پر ہی نہ آئی ہو اس کے بارے میں یہ کہنا کہ ”میری فلاں کتاب میں دیکھو“ جھوٹ، دھوکہ، فریب اور دھاندلی نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر ہاں تو کیا یہ سب آپ کے دھرم میں جائز ہے؟ اور اگر نہیں تو سنابلی صاحب اور ان کے تقریظ نگار و مقدمہ نگار؛ بلکہ پوری البانی و شوکانی پارٹی ہی بتائے کہ اسے کس چیز سے یاد کیا جائے؟ اگر اس کتاب کا تعارف اور اشتہار ہی مقصود تھا تو الگ سے پوری کتاب میں کہیں بھی کر سکتے تھے، جیسا کہ دیگر ناشرین و مولفین کیا کرتے ہیں، کس چیز نے آپ کو اس فریب اور دھاندلی پر مجبور کیا؟

(سنابلی صاحب کی کذب بیانیوں اور فریب کاریوں کا خلاصہ)

- (۱) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: صحیح احادیث اور صحیح آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہی کہ نماز میں حالت قیام میں سینہ پر ”ہی“ ہاتھ باندھا جائے۔
جب کہ یہ غلط بلکہ جھوٹ ہے۔
- (۲) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: ”احناف کا مسلک یہ ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھا جائے، حالاں کہ ان کے اس موقف پر کوئی ایک بھی صحیح صریح مرفوع مسند روایت ذخیرہ حدیث میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے“۔ جب کہ یہ غلط بلکہ جھوٹ ہے۔
- (۳) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: ”احناف کے موقف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں (بعض صحابہ کی طرف جو روایات منسوب ہیں وہ بھی سخت ضعیف اور مردود ہیں“۔
جب کہ یہ غلط بلکہ جھوٹ ہے۔
- (۴) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا اللہ اور اس کے رسول نے خصوصی و واجبی حکم دے رکھا ہے۔ جب کہ یہ جھوٹ ہے۔
- (۵) کتاب کے مقدمہ نگار شیخ ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں کہ: بعض نے ناف سے اوپر اور بعض نے سینہ پر باندھنے کو ترجیح دی ہے۔ فقہاء کرام میں امام اسحاق بن راہویہ کا یہی موقف ہے۔
یہ بھی غلط بلکہ جھوٹ ہے۔
- (۶) مناظر جماعت فضیلیۃ الشیخ رضا اللہ عبد الکریم صاحب مدنی اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں کہ: ”مذاہب فقہیہ میں شوافع، حنابلہ اور مالک میں اہل تحقیق سینہ پر ہی ہاتھ باندھنے پر عامل ہیں“۔ یہ بھی غلط بلکہ جھوٹ ہے۔
- (۷) یہی مناظر صاحب اسی صفحہ پر کچھ طریقے لکھتے ہیں کہ: ”صرف چند ضدی مقلدوں کے علاوہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا عمل کسی کا نہیں“۔
جب کہ یہ غلط بلکہ جھوٹ ہے۔
- (۸) سنابلی صاحب نے حضرت ہبل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کی من مانی تشریح کی ہے۔
- (۹) سنابلی صاحب حضرت طاؤس کی روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: یہ روایت مرسلہ بالکل صحیح ہے۔ جب کہ سنابلی صاحب کے ہی ہم مسلک و مشرب اور مشہور اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی صاحب راوی حدیث ابیہشم کو حسن الحدیث کہتے ہیں۔
- (۱۰) سنابلی صاحب حضرت ہلب کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن آگے جن ائمہ کا حوالہ دیتے ہیں انہوں نے بجائے تصحیح کے تسلیں کی ہے۔
- (۱۱) سنابلی صاحب مؤمل بن اسماعیل کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: یہ حدیث بلا شک و شبہ صحیح ہے۔ جب کہ خود ان کے اکابرین اسے ضعیف کہتے ہیں۔
- (۱۲) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: ”جب سفیان ثوری رحمہ اللہ نے سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت بیان کی ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر عمل کریں؟“۔
جب کہ یہ فریب ہے۔
- (۱۳) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: سفیان ثوری رحمہ اللہ عظیم محدث ہیں بھلا وہ حدیث کے خلاف کیسے عمل کر سکتے ہیں؟۔ یہ بھی ایک فریب ہے۔
- (۱۴) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: سفیان ثوری رحمہ اللہ کی طرف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی نسبت کرنا جھوٹ، من گھڑت اور سفیان ثوری رحمہ اللہ پر بہتان ہے۔
یہ جھوٹ کے ساتھ ساتھ ائمہ کرام پر بہتان بھی ہے۔
- (۱۵) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا عمل احناف کا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف بھی یہی بات منسوب ہے۔ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ تو امام ابوحنیفہ کے سخت مخالف تھے..... جو سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ کے اس قدر مخالف ہوں بھلا وہ احناف کے مسلک کو کیسے اپنا سکتے ہیں۔ یہ بھی جھوٹ اور فریب کاری ہے۔
- (۱۶) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: امام بخاری سے یہ قول ثابت نہیں ہے۔ بلکہ امام مزہبی سے یہ قول نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ یہ امام مزہبی کے ساتھ ساتھ دیگر ائمہ

محدثین پر بھی بہتان ہے۔

(۱۷) سنابلی صاحب لکھتے ہیں: (علامہ ابن عبد البر کی) اس جرح مفسر کے خلاف کسی بھی امام نے ابوحنیفہ کی توثیق نہیں کی ہے۔ یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔

(۱۸) سنابلی صاحب نے آثار صحابہ سے استدلال کیا ہے۔ جب کہ غیر مقلدین کے نزدیک آثار صحابہ جت ہی نہیں۔ (دیکھئے اسی کتاب کا ص:.....)

(۱۹) سنابلی صاحب نے حضرت علی کے اثر سے فریب دینے کی کوشش کی ہے۔ جب کہ اس اثر میں ناف کے اوپر کا ذکر ہے نہ کہ سینہ کا۔

(۲۰) سنابلی صاحب نے حضرت جابر کی حدیث کی من مانی تشریح کی۔

(۲۱) سنابلی صاحب نے حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیث کی تحسین میں تصحیح میں تضاد بیانی کی۔

(۲۲) سنابلی صاحب حضرت علی کی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ پوری امت کے کسی بھی عالم نے اسے صحیح نہیں کہا۔“

جب کہ یہ جھوٹ ہے۔

(۲۳) سنابلی صاحب حضرت علی کی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: کہ اس کے ضعیف ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ کا بیان

آگے آ رہا ہے۔ جب کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۲۴) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: لطف کی بات تو یہ ہے کہ یہ (احناف، ناقل) لوگ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو تابعی کہتے ہیں (جو غلط ہے)..... جب کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۲۵) سنابلی صاحب امام ابن عبد البر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے تحت السرة کی بات ثابت نہیں ہے۔ جب کہ انہی ابن عبد البر کی دوسروں پر والی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔

(۲۶) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: تینوں ائمہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس بارے میں مختلف اقوال مروی ہیں جن میں سے ایک قول سینے پر ہاتھ باندھنا بھی ہے۔ جب کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۲۷) سنابلی صاحب لکھتے ہیں کہ: یہ بات غلط ہے کہ اہل علم میں سے یہ (یعنی سینہ کے اوپر ہاتھ باندھنا) کسی کا قول نہیں۔ بلکہ یہ (سینہ کے اوپر ہاتھ باندھنے کا) قول تو صحابہ سے بھی ثابت ہے۔ جب کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۲۸) سنابلی صاحب نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ اپنی ہی ایک دوسری کتاب ”یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ“ کا حوالہ دیا ہے اور قارئین سے اس کی طرف رجوع کرنے کی درخواست کی ہے۔ جب کہ یہ فریب ہے۔

(حرف آخر)

ناظرین کرام! انوار البدر جس کا دنیاے اہل حدیث میں بڑا نام ہے اور آج اس جماعت کا ہر چھوٹا بڑا جس کے ہل پر چیلنج بازی اور لاکار کی ساری سر حدیں عبور کر چکا ہے، اس کی پوری حقیقت یہی ہے جس کا آپ نے مشاہدہ کیا، اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ اس کتاب کے مقدمہ نگار شہور اہل حدیث عالم ارشاد الحق اثری صاحب ہیں، (جنہیں خود امام اسحاق بن راہویہ کا مسلک بھی نہیں معلوم)۔ اور تقریظ نگاروں میں ایک صاحب ابو زید ضیمر نامی ہیں، جنہیں احناف کا ہر چھوٹا بڑا چیلنج اور لاکار سنایا کرتا ہے۔ اور جامعہ سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے ناظم تعلیمات رضا اللہ عبد الکریم نامی ”مناظر جماعت“ بھی ہیں جو ”سلفی“ کو ”سالف“ کی جمع لکھتے ہوئے نہیں شرماتے اور جنہیں ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا صحیح مسلک بھی نہیں معلوم ہے۔ جس کتاب کے مقدمہ نگار اور تقریظ نگاروں کا علمی دنیا میں یہ حال ہو، اس کتاب کا مؤلف کیا کیا گل نہیں کھلائے گا۔

(ایک مخلصانہ مشورہ)

سنابلی صاحب! اگر تبصرہ میں کوئی نازیبا لفظ استعمال ہو گیا ہو تو معاف کیجئے گا۔ یقیناً ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں آپ کا احترام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا ان شاء اللہ۔ البتہ راقم کا ایک مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ بخوشی بزم خویش قرآن و سنت کی اتباع میں سینہ پر ہاتھ باندھیں، خود بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل کریں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں اور اس کی فضیلت بھی بتائیں اور اس موضوع پر اپنی تحریریں بھی پیش کریں، کوئی نہ تو آپ کو قرآن و سنت کا مخالف کہے گا، نہ دوسروں کو اس کی تلقین کرنے اور اس مسئلہ کی نشر و اشاعت سے روکے گا، اور نہ ہی آپ کو ناف کے نیچے باندھنے پر مجبور کرے گا، لیکن خدا واسطے قرآن وحدیث کی آڑ میں اس مسئلے کو بنیاد بنا کر امت کے ایک طبقہ پر الزام و بہتان اور تھلیل و تفسیق کر کے امت میں انتشار پیدا کرنا اور اسی کو عین دین و اسلام بنالینا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دانشمندی کی بات ہوگی، اگر آپ کے خیال میں ان کی نماز واقعی قرآن و سنت کے خلاف ہیں، تو اس کے وہ خود ہی جواب دہ ہوں گے۔ کل بروز محشر

دوسرے کے اعمال و افعال کے متعلق آپ سے باز پرس نہیں ہوگی۔

ان أريد الاصلاح ما استطعت وماتوفيقي الا بالله

اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

برحمتک یا أرحم الراحمین

احقر العباد

عبدالرشید بن ابوالوفا قاسمی سدا رتھ گری

خادم الطلبة مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن، جامع مسجد، پکالہ، سکریت ٹیکری،

اندھیری (ایسٹ) ممبئی ۹۹۔ موبائل نمبر: ۷۵۰۶۰۰۲۳۶۲

مأخذ ومراجع

- (١) أنوار البدر
- (٢) المصنف لابن أبي شيبة
- (٣) أبو داود بتحقيق الالباني
- (٤) سنن دارقطني
- (٥) السنن الكبرى
- (٦) احكام القرآن
- (٧) سنن ترمذي
- (٨) مستدرک حاكم
- (٩) مسند بزار
- (١٠) القول المسدد
- (١١) صحيح لابن خزيمة
- (١٢) بدائع الفوائد
- (١٣) الكافي لابن قدامة
- (١٤) المجموع شرح المذهب
- (١٥) شرح النووي على مسلم
- (١٦) الاوسط في السنن والاجماع والاختلاف
- (١٧) المغني في ضعفاء الرجال
- (١٨) البيان في مذهب الامام الشافعي
- (١٩) مسائل الامام احمد واسحاق بن راهويه
- (٢٠) تفسير قرطبي
- (٢١) التمهيد لما في المؤطا من المعاني والاسانيد
- (٢٢) فتح الغفور
- (٢٣) عون المعبود
- (٢٤) الجامع الصحيح
- (٢٥) سنن نسائي
- (٢٦) الضعفاء الصغير
- (٢٧) التاريخ الكبير
- (٢٨) الضعفاء والمتروكين
- (٢٩) الضعفاء والمتروكين
- (٣٠) تدريب الراوي
- أبو بكر بن أبي شيبة المتوفى ٢٣٥ هـ
- سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني المتوفى ٢٤٥ هـ
- أبو الحسن علي بن عمر الدار قطني المتوفى ٣٨٥ هـ
- أبو بكر احمد بن الحسين البيهقي المتوفى ٢٥٨ هـ
- أحمد بن محمد المعروف بالطحاوي المتوفى ٣٢١ هـ
- أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي المتوفى ٢٤٩ هـ
- أبو عبد الله الحاكم النيسابوري المتوفى ٢٠٥ هـ
- أبو بكر أحمد بن عمرو البزار المتوفى ٢٩٢ هـ
- أحمد بن علي العسقلاني المعروف بابن حجر المتوفى ٨٥٢ هـ
- أبو بكر محمد بن اسحاق النيسابوري المتوفى ٣١١ هـ
- محمد بن أبي بكر المعروف بابن القيم المتوفى ٤٥١ هـ
- أبو محمد موفق الدين المعروف بابن قدامة المقدسي ٦٢٠ هـ
- محي الدين يحيى بن شرف النووي المتوفى ٦٤٦ هـ
- محي الدين يحيى بن شرف النووي المتوفى ٦٤٦ هـ
- أبو بكر ابن المنذر النيسابوري ٣١٩ هـ
- أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي المتوفى ٤٢٨ هـ
- أبو الحسين اليميني الشافعي المتوفى ٥٥٨ هـ
- اسحاق بن منصور الكوسج ٢٥١ هـ
- محمد بن أحمد الخزرجي القرطبي المتوفى ٦٤١ هـ
- ابن عبد البر المتوفى ٣٦٣ هـ
- محمد حيات بن ابراهيم السندی المدنی المتوفى ١١٦٣ هـ
- علامه شمس الحق عظیم آبادی المتوفى ١٣٢٩ هـ
- محمد بن اسماعيل البخاري المتوفى ٢٠٢ هـ
- أحمد بن شعيب النسائي المتوفى ٣٠٣ هـ
- محمد بن اسماعيل البخاري المتوفى ٢٠٢ هـ
- محمد بن اسماعيل البخاري المتوفى ٢٠٢ هـ
- أحمد بن شعيب النسائي المتوفى ٣٠٣ هـ
- عبد الرحمن بن علي ابن الجوزي المتوفى ٥٩٤ هـ
- محي الدين يحيى بن شرف النووي المتوفى ٦٤٦ هـ

أحمد بن علي العسقلاني المعروف بابن حجر المتوفى ٨٥٢

أحمد بن علي العسقلاني المعروف بابن حجر المتوفى ٨٥٢

أبو العلاء عبد الرحمن المباركفوري المتوفى ١٣٥٣ هـ

حافظ زبير علي زكي التوفيق

حمد بن عبدالله بن عبدالعزيز الحمد

أحمد ابن حنبل المتوفى ٢٢١ هـ

محمد بن يزيد المعروف بابن ماجه المتوفى ٢٤٣ هـ

أحمد ابن حنبل المتوفى ٢٢١ هـ

أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي المتوفى ٤٢٨ هـ

أبو الحسن نور الدين الهيثمي المتوفى ٨٠٤ هـ

أحمد بن شعيب النسائي المتوفى ٣٠٣ هـ

أبو الحجاج يوسف بن عبد الرحمن المزي ٤٢٢ هـ

أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي المتوفى ٤٢٨ هـ

أحمد بن عبد الله الخزرجي الانصاري، بعد ٩٢٣ هـ

أبو محمد بدر الدين العيني الحنفى المتوفى ٨٥٥ هـ

زين الدين الحدادى المناوى القاهرى المتوفى ١٠٣١ هـ

أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألبانى ١٢٢٠

أبو العباس شهاب الدين البوصيرى ٨٢٠

حافظ عبد المنان اور حافظ عبد السلام ككثيرى مناظرے

أبو عبد الله محمد بن نصر المروزي ٢٩٢ هـ

اسماعيل بن عمر الشافعى المتوفى ٢٤٤ هـ

ابن عبد البر المتوفى ٢٢٣ هـ

السيد محمد نذير حسين المحدث الدهلوى

نواب صديق حسن خان بهوپالى

نواب صديق حسن خان بهوپالى

نواب صديق حسن خان القنوجى البهوپالى المتوفى ١٣٠٨

نواب نور الحسن بن نواب صديق حسن خان بهوپالى

أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألبانى ١٢٢٠

أبو محمد على بن أحمد الاندلسى الظاهرى ٣٥٦ هـ

حافظ زبير علي زكي التوفيق

(٣١) تهذيب التهذيب

(٣٢) تقريب التهذيب

(٣٣) تحفة الأخوذى

(٣٤) نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام

(٣٥) شرح زاد المستقنع

(٣٦) مسند احمد بتحقيق شعيب الارنؤوط

(٣٧) ابن ماجه

(٣٨) مسند احمد

(٣٩) ميزان الاعتدال

(٤٠) مجمع الزوائد

(٤١) السنن الكبرى

(٤٢) صحيح ابن خزيمة بتحقيق الالبانى

(٤٣) تهذيب الكمال

(٤٤) من تكلم فيه وهو مؤثق

(٤٥) خلاصة تذهيب تهذيب الكمال

(٤٦) معانى الأخبار

(٤٧) فيض القدير

(٤٨) التكميل فى الجرح والتعديل

(٤٩) سلسلة الاحاديث الضعيفة

(٥٠) مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجه

(٥١) مكالمات نور پورى

(٥٢) اختلاف الفقهاء. اختلاف العلماء

(٥٣) تفسير لابن كثير

(٥٤) الانتقاء فى فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء

(٥٥) فتاوى نذيريه

(٥٦) بدور الأهله

(٥٧) دليل الطالب

(٥٨) التاج المكلل

(٥٩) عرف الجادى

(٦٠) اصل صفة صلاة النبى ﷺ

(٦١) المحلى بالآثار

(٦٢) ملتقى أهل الحديث

(٦٣) اہل حدیث ایک صفاتی نام

(۶۳) سیر أعلام النبلاء

(۶۵) الجرح والتعديل

(۶۶) الكامل في ضعفاء الرجال

(۲۷) تنقيح سديد بر رساله اجتهاد و تقلید

(۲۸) پاک و ہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث

أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي المتوفى ۷۴۸ھ

أبو محمد عبد الرحمن بن أبي حاتم المتوفى ۳۲۷ھ

عبد الله بن عدی الجرجانی المتوفى ۳۶۵ھ

علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی

شیخ ارشاد الحق اثری

مؤلف کی تالیفات

﴿غیر مقلدین کا فرار، ایک دلچسپ داستان﴾

حسب ایماء: استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالحفیظ رحمانی (سابق محقق شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند)

جس میں ائمہ مجتہدین کی اشاعت حق اور اسلام کی صحیح تشریح و درمختار، رد المحتار، فتاویٰ ہندیہ، قدوری، ہدایہ شرح وقایہ، بہشتی زیور سے عوام کو بدظن کرنے کی غیر مقلدین کی طرف سے چلائی جانے والی تحریک پر تبصرہ، قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہ حنفی پر مخالفین کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کے جوابات، الزامی سوالات، مسلک حق بالخصوص طلاق ثلاث، شراب کی حلت و حرمت، کتے کی خرید و فروخت کے جواز اور کشف و کرامات کی تائید میں قرآن کریم، احادیث رسول ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، اتباع تابعین، ائمہ مجتہدین اور اسلاف کے اقوال، غیر مقلدین کی لاجوابی، فتنہ انگیزی، کذب بیانی و دروغ گوئی، قرآن وحدیث کے خلاف ان کے عقائد و نظریات اور تقریباً پچاس فروعی مسائل موجود ہیں۔

قیمت: ۴۰ روپیہ

﴿روبدعات و منكرات﴾

تقریظ: حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن فچپوری (مفتی اعظم مہاراشٹر)

جس میں قرآن کریم، احادیث رسول ﷺ، اور عبارات اسلاف سے چند مروجہ بدعات مثلاً میلاد، عرس، تعزیه پرستی، قرآن خوانی، فاتحہ مروجہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں، صلوة وسلام، بعد مرگ دعوت مروجہ، قبروں پر عمارت، ان پر چراغاں کرنا، طواف کرنا اور سلام و مصافحہ وغیرہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

قیمت: ۶۰ روپیہ

﴿ایام قربانی تین یا چار؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں﴾

جس میں قرآن کریم، احادیث رسول اور عبارات محدثین واسلاف سے قربانی کی اہمیت و فضیلت، اس کی تاریخی و شرعی حیثیت اور ایام قربانی کے تین دن ہونے پر سیر حاصل بحث اور چار دن کی روایات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

قیمت: ۶۰ روپیہ

﴿امام اعظم ابوحنیفہ بحیثیت محدث، فقیہ اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات﴾

جس میں احادیث رسول ﷺ، اتباع تابعین، ائمہ مجتہدین و محدثین اور اسلاف کے اقوال سے امام ابوحنیفہ کی تابعیت، مہارت حدیث، تدوین حدیث، فقہات، تدوین فقہ اور تعدیل و توثیق وغیرہ پر سیر حاصل بحث اور مخالفین کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ (غیر مطبوع)

قیمت: ۶۰ روپیہ

﴿انوار الحجة فی وضع الیدین تحت السرة﴾

(انوار الہدرفی وضع الیدین علی الصدر)

پرایک سرسری نظر

یہ کتاب دراصل مشہور اہل حدیث عالم شیخ کفایت اللہ سنابلی کی کتاب ”انوار الہدرفی وضع الیدین علی الصدر“ کے جواب میں لکھی گئی ہے، جس میں جابین (سیدہ اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائلین) کی روایات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ سنابلی صاحب کی کذب بیانی، فریب کاری، دروغ گوئی، من مانی حدیث فہمی وحدیث دانی، ائمہ کی طرف غلط نسبت، مسلکی تعصب، تضادات، اعتراضات کے جوابات اور الزامی سوالات موجود ہیں۔

قیمت: ۶۰ روپیہ

